استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

اگست ۱۹۶۳ء

فی پرچہ ۵۰ پیسے | ممالک بیرون ۱۰ شلنگ | چندہ سالانہ ۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

(ادارۂ تحریر)

رفیق احمد ثاقب ؛ لطف الرحمٰن محمود

جلد ۹	ظہور ۱۳۴۲ھ ؛ اگست ۱۹۶۳ء	شمارہ ۱۰

ترتیب

- شذرات ۲
- معارف القرآن ۵
- احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۶
- ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۷
- کلام الامام ۸
- حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے علمی کارنامے ۹
- نماز کے ضروری آداب ۱۷
- مسئلۂ نبوت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام (نظم) ۲۷
- بعض نوجوان صحابہ کے کارنامے ۲۹
- تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۳۳
- پرچم ستارہ و ہلال ۳۷
- حکومتِ الٰہیہ (نظم) ۴۰
- تمباکو نشہ آور ہے ۴۱
- مجالس خدام الاحمدیہ کے صفحات ۴۳

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

شذرات

عید میلاد

"۱۲ ربیع الاول" کا یوم سعادت تاریخِ انسانیت کا مبارک ترین دن ہے۔ اس دن حضرت محمد مصطفےٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپؐ رحمت تھے آسمان کے لئے، آپؐ رحمت تھے زمین کے لئے، آپؐ رحمت تھے ملائکہ کے لئے، آپؐ رحمت تھے گزشتہ انبیاء کے لئے، آپؐ رحمت تھے انسانوں کے لئے، آپؐ رحمت تھے حیوانوں کے لئے...... غرض آپؐ کے فیضان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عالمِ کون و مکان کے اجزاء کو حصہ ملا! آپؐ نے امیروں اور غریبوں، بادشاہوں اور فقیروں، آقاؤں اور غلاموں، بیواؤں اور یتیموں...... غرض انسانی معاشرے کے ہر فرد کو حقوق دلائے اور اپنے اپنے فرائض سے آگاہ فرمایا۔ خالص اور سچی توحید کے بیج لاکھوں دلوں میں بوئے، احترام آدمیت کا روح پرور درس دیا۔ انسانیت کے اس محسنِ اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی یاد میں "عید میلاد" کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے عظیم الشان انسان کی یاد میں جتنی محفلیں برپا کی جائیں اور جتنی تقاریب کا اہتمام کیا جائے اتنا ہی کم ہے لیکن ساتھ ہی اس امر کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل اور اولین دَور کی اسلامی تاریخ کے ابواب اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔

پاکستان کے طول و عرض میں یہ دن بالعموم کس طرح منایا جاتا ہے؟ ——— بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں، اونٹوں اور گھوڑوں کو زیورات سے سجایا جاتا ہے، شاہراہوں اور راستوں پر محرابیں بنائی جاتی ہیں ——— بازاروں اور عمارتوں پر چراغاں ہوتا ہے۔ ڈھول پیٹے جاتے ہیں۔ باجے بجائے جاتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں ——— بیشک سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یومِ ولادت ابدی مسرت کی تقریب ہے۔ اور خوشی کا اظہار ہونا چاہیئے، مگر زیادہ مناسب طریق یہی ہے کہ ڈھول پیٹنے اور باجے بجانے اور اونٹوں کے جلوس نکالنے کی بجائے ——— جگہ جگہ پُر وقار جلسے منعقد کئے جائیں جن میں نہایت سنجیدہ پیرائے میں فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام لیواؤں کو حضرت سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنانے کی پُر زور تلقین کی جائے ——— صرف یہی نہیں بلکہ غیر مذاہب کے لوگ ——— جو اس بے مثال نور کو شناخت کرنے سے محروم ہیں انہیں بھی تحریر اور تقریر اور اپنے نیک نمونے سے آگاہ کیا جائے ——— اور ہر سال اس تقریب پر نورِ محمدی کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کا عہد کیا جائے بازاروں اور مکانوں پر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے چراغاں کرنے کی بجائے اس روپے سے قرآن مجید احادیث شریف اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی حیاتِ طیبہ پر مشتمل کتب کی مسلمانوں اور غیر مسلموں میں بکثرت اشاعت کی جائے۔ چند ساعتوں کے لئے ہزاروں قمقموں کی روشنی کی بجائے مشکوٰۃِ نبوت کے نور کو دائمی طور پر پھیلانے کی سعی کرنا اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح مظاہروں پر اونٹوں کے ہمراہ رسمًا اور دکھاوے کے طور پر بلند آواز سے ادھورا درود پڑھنے سے بہتر یہ ہے کہ اس دن اپنے پیارے اور محسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَن گنت احسانات کو یاد کر کے خاموشی اور وقار کے ساتھ نہایت دردِ دل سے درود کے تحفے بھیجے جائیں۔

جماعتِ احمدیہ کا یہی طریق ہے۔ بر اعظم ہند و پاکستان بلکہ بلادِ یورپ و امریکہ میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی محرک یہی جماعت ہے —— اس کے افراد کو درود شریف پڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے اسی طرح اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپ کے فضائل و مناقب پر مشتمل کتب کی اشاعت اور آپ کے روح پرور پیغام کو پھیلانے کے لئے یہ غریب جماعت اپنی بے بضاعتی کے باوجود کوشاں ہے —— اگر ہمارے دیگر مسلمان بھائی بھی "عید میلاد" اسی طریق پر منائیں تو ہمارے لئے اس خوشی میں دو چند اضافہ کا موجب ہوگا!!

مُبارک تحریکِ دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ نے مخلصین جماعت سے "مبارک تحریکِ دعا" میں شرکت کی اپیل فرمائی ہے۔ اس تحریک کے مطابق درخواست کی گئی ہے کہ احباب "یکم اگست سے ۳۱ اگست تک روزانہ بالالتزام نمازِ تہجد ادا کرنے، اسلام اور احمدیت کے غلبہ نیز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کرنے کے علاوہ اس بات کا بھی عہد کریں کہ وہ انشاء اللہ اس عرصہ میں کم از کم تین سَو مرتبہ روزانہ درود شریف بھی پڑھتے رہیں گے۔"

اس تحریک کی اہمیت واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہر مخلص احمدی اس کی افادیت سے آگاہ ہے۔ اس مبارک تحریک میں خدام کو خصوصیت سے حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہی عمر مجاہدہ اور محنت و مشقت کی عمر ہے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ انسانی فطرت ہے کہ جب ایک کام کو ایک معقول عرصے تک کیا جائے تو اس پر مداومت اختیار کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے ہمیں امید ہے کہ ہمارے خدام بھائی اس بابرکت تحریک میں جوش و خروش سے شمولیت اختیار کریں گے اور ماہِ رواں کے بعد بھی اس بابرکت سلسلے کو جاری رکھیں گے۔

جماعتی اتحاد و استحکام

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تجدیدِ دین کے لئے کھڑا کیا ہے۔ موجودہ زمانے میں کسی منصوبے کی احسن پیرائے میں تکمیل کرنے کے لئے مضبوط اور فعال تنظیم کی بھی ضرورت ہے۔ اس غرض کے پیشِ نظر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتِ احمدیہ کو مختلف داخلی تنظیموں —— خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، اطفال الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ —— میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ان تنظیموں کا مقصد افرادِ جماعت کی

تربیت ہے۔ اور یہ سب تنظیمی ادارے ایک ہی مقدس جسم کے اہم اعضاء ہیں۔ اِن کا مقصد جماعت کے استحکام اور اتحاد و اتفاق کو ترقی دینا ہے۔

اِس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہمیں ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"در حقیقت ہماری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے قیام سے یہ ہے کہ جماعت کو ترقی حاصل ہو، یہ غرض نہیں کہ تفرقہ اور شقاق پیدا ہو۔ پس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ دونوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں اپنے آپ کو تفرقہ اور شقاق کا موجب نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر کسی حصہ میں شقاق پیدا ہوا تو خدا کے سامنے تو وہ جوابدہ ہوں گے ہی میرے سامنے بھی وہ جوابدہ ہوں گے یا جو بھی امام ہوگا اس کے سامنے انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا کیونکہ ہم نے یہ مواقع ثواب حاصل کرنے کے لئے مہیا کئے ہیں، اس لئے مہیا نہیں کئے کہ جو طاقت پہلے سے حاصل ہے اس کو بھی ضائع کر دیا جائے۔"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

خدام بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ حضرت اقدس کی ان زرّیں ہدایات کو حرزِ جاں بنائیں اور جماعت کے اتحاد و استحکام میں نمایاں کردار ادا کریں۔ خدانخواستہ اگر کسی مقام پر غلط فہمی کے باعث ناخوشگوار فضا پیدا ہو بھی جائے تو تدبّر اور ہمدردی کے ساتھ غلط فہمی کو دور کرنے کی فوری کوشش کی جائے اور جماعتی مفاد اور وقار کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔ جماعت کے مقامی امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان ان تنظیموں سے تعلقات کے بارہ میں حضور کے مندرجہ ذیل ارشاداتِ گرامی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں صحیح راہِ عمل معین کر کے اس پر گامزن رہنا بہت سہل ہو جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"پس میں ایک دفعہ پھر جماعت کو مشترکہ طور پر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔۔۔۔ میں خدام کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ صرف خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں بلکہ مقامی جماعت کے بھی ممبر ہیں۔ خدام الاحمدیہ کا کام لوکل انجمن کے کام کے علاوہ تنظیمی طور پر ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ پس مقامی انجمن کے جو عہدہ دار ہوں خواہ وہ سیکرٹری ہوں یا پریذیڈنٹ ان کے احکام کی پیروی ہر خادم کیلئے ضروری ہے۔ البتہ کوئی سیکرٹری یا کوئی پریذیڈنٹ جماعتی طور پر خدام الاحمدیہ کو کسی کام کا حکم دینے کا مجاز نہیں۔ وہ فرداً فرداً تو انہیں کہہ سکتا ہے کہ آؤ اور فلاں کام کرو مگر لوکل انجمن کا پریذیڈنٹ یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدام کو بحیثیت خدام یہ کہے کہ آؤ اور فلاں کام کرو۔ اسکو چاہیئے کہ اگر خدام الاحمدیہ سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو انکے زعیم کو مخاطب کرے اور کہے کہ مجھے فلاں کام کے لئے خدام کی مدد کی ضرورت ہے اور زعیم کا فرض ہے کہ وہ لوکل انجمن کے پریذیڈنٹ کے احکام کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔

. . . .

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

معارف القرآن

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ (النمل)

ترجمہ:۔ (بتاؤ تو) آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور (کس نے) تمہارے لئے بادل سے پانی اُتارا ہے۔ پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے خوبصورت باغ نکالے ہیں۔ تم ان (باغوں) کے درخت نہیں اُگا سکتے تھے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہے؟ (جو سب کائنات عالم کا انتظام کر رہا ہے) لیکن یہ (کافر) ایسی قوم ہیں جو اس کے شریک بنا رہے ہیں۔

تشریح۔ یہاں یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو تمام نظام عالم بنایا ہے لیکن معبودانِ باطلہ خود زمین و آسمان کے محتاج ہیں پھر اُن کو خدا کا شریک ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

آیت مذکورہ کے پہلے حصہ میں غائب کی ضمیر ہے اور پھر لکم کہہ کر جمع متکلم کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کارخانۂ عالم دیکھ کر خدا تعالیٰ کے جلال و جبروت کا نقشہ انسان کے سامنے آجاتا ہے اور اسے غائب نہیں حاضر سمجھنے لگتا ہے۔

یہاں یہ بھی اشارہ ہے کہ مادی دنیا کی طرح روحانی دنیا میں بھی بارش کا سلسلہ جاری ہے اور ایک لمبے انتظار کے بعد انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں ظہور ہوتا ہے جو اپنے انفاس قدسیہ سے پیاسی دنیا کو سیراب کرتے اور علم و عرفان کے دریا بہا دیتے ہیں جن سے بڑے بڑے روحانی باغ تیار ہوتے ہیں مگر جہاں بروقت بارش خدا کے فضلوں میں سے ایک بڑا فضل ہے وہاں اس میں ظلمات اور رعد اور برق بھی ہے (بقرہ ۱۹) مگر ان تکالیف کے باوجود بارش کے لئے لوگ دعا مانگتے ہیں کیونکہ اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعثت انبیاء کے ساتھ بیشک تکالیف ہوتی ہیں مگر مومن کو ان کا دلیری سے مقابلہ کرنا چاہیئے اور اس نعمت کی ناقدری نہیں کرنی چاہیئے۔

بارش کے ساتھ بعثتِ انبیاء کی مشابہت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جس طرح مادی بارش ہونے پر میٹھی اور کڑوی کسیلی ہر طرح کی روئیدگی پیدا ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کے آنے پر جہاں ایمان تروتازہ ہوتا ہے وہاں کفر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت کے وقت میں کفر اپنا سر نہیں اٹھاتا۔ اور ان کو وہ مخالفت نصیب نہیں ہوتی جو سچے انبیاء کو ہوتی ہے۔ کیونکہ جھوٹے مدعیان سے لوگ کوئی خطرہ نہیں محسوس کرتے۔ (مخزن معارف)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

درود بھیجنے کا اجر

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ پر ایک خاص بشاشت تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ کے چہرۂ انور پر خاص طور پر خوشی کے آثار ہیں۔ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ نے آکر مجھے کہا ہے کہ تمہاری اُمت میں سے جو شخص تم پر ایک بار عمدگی سے درود بھیجے گا، اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور اس کی دس بدیاں معاف فرمائے گا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے روز وہ شخص مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔

دعا کا بہتر طریق

حضرت فضالۃ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو (پہلے) اپنے رب کی تحمید و تسبیح کرے اس کی حمد و ثنا کرے۔ پھر نبی پر درود بھیجے اور (اسکے بعد) جو چاہے دعا کرے۔

(ابوداؤد)

تنگی کے دُور کرنے کا ذریعہ

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دُور ہونے کا ذریعہ ہے۔

جنّت میں سلامتی سے داخلہ

حضرت عبد اللہ سلامؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! اسلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رات کو اس وقت نماز (تہجد) پڑھو جب کہ عام لوگ سو رہے ہوں تو جنّت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

پانی کے چھینٹے ـــــ باعث رحمت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو بھی جگائے اور اگر وہ بیدار نہ ہو تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دے۔

سستا سودا

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزہ کلمہ (کہنا) بھی صدقہ ہے +

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو

چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک ایسا ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے

"جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر مَیں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔

مَیں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی۔ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم۔

یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں۔ مَیں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے۔ دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس جگہ پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی؟ وہ ضرور ہو گی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جائے مرض دفع نہیں ہوتا میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔"

(خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۲۱، ۲۲)

کلام الامام

(کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مردوں کی طرح باہر نکلو اور ناز و ادا کو رہنے دو
دل رکھ لو اپنے سینوں پر اور آہ و بکا کو رہنے دو

اب تیرِ نظر کو پھینک کے تم اک خنجرِ آہن ہاتھ میں لو
یہ فولادی پنجوں کے ہیں دن اب دستِ حنا کو رہنے دو

کیا جنگوں سے مومن کو ہے ڈر وہ موت سے کھیلا کرتا ہے
تم اس کے سَر کرنے کیلئے میدانِ دعا کو رہنے دو

ایام طرب میں ساتھ رہے جب غم آیا تو بھاگ اُٹھے
ہے دیکھی ہوئی اپنی یہ وفا تم اپنی وفا کو رہنے دو

مُسلم جو خدا کا بندہ تھا افسوس کہ اب یوں کہتا ہے
اسباب کرو کوئی پیدا جبریل و خُدا کو رہنے دو

خود کام کو چوپٹ کرکے تم اللہ کے سر منڈھ دیتے ہو
تم اپنے کاموں کو دیکھو اور اسکی قضا کو رہنے دو

جو اُسکے پیچھے چلتے ہیں ہر قسم کی عزت پاتے ہیں
لگ جاؤ اُسی کی طاعت میں اور چون و چرا کو رہنے دو

وہ اس کی تیکھی چتون میں جنّت کا نظارہ دیکھتا ہے
اس جور و جفا کے واسطے تم پابندِ وفا کو رہنے دو

جاں پرور است قصہ ارباب معرفت

لطف الرحمن محمود

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کارنامے

(تصانیف)

(۱)

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کا اعتراف جماعت کے بدترین دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دل کی دولت اور ظاہری مال کے علاوہ علم سے بھی مالا مال فرمایا تھا حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔ تحصیل علم کے لئے آپ نے کئی سفر اختیار کئے۔ ملک کے اندر بھی اور ملک کے باہر بھی ـــــ ان سفروں کے حالات پڑھ کر آپ کی علم سے بے پناہ محبت کا بڑی حد تک اندازہ ہوتا ہے ـــــ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا تحصیلِ علم کا جنون ہے۔ پھر آپ کی خارق عادت ذہنی استعدادوں اور تخلیقی قوتوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آپ نے صرفِ کثیر سے ایک کتب خانہ بھی قائم فرمایا۔ جو نادر کتب پر مشتمل تھا۔ یہ ساری چیزیں آپ کے غیر معمولی علمی ذوق پر دال ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی زندگی پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی گوناگوں مصروفیات کی نوعیت تالیف و تصنیف کے کام کے لئے زیادہ سازگار نہ تھی۔ شاگردوں کا ہجوم، ضرورت مندوں اور مریضوں کی بھیڑ ـــــ درس و تدریس، قادیان آکر ان مصروفیات میں اور بھی اضافہ ہوا۔ لیکن ان مصروفیات کے باوجود انتخابِ خلافت سے قبل آپ نے متعدد کتابیں اور رسالے تالیف فرمائے۔ تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ان مشاغل کے علاوہ مراسلت کے حلقے میں اور زیادہ وسعت آگئی۔ چنانچہ آپ کے وقت کا معقول حصہ خطوط کے جواب لکھنے اور لکھوانے میں گزرتا۔ قرائن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دورِ خلافت میں حضور نے کوئی کتاب یا رسالہ تالیف نہیں فرمایا رقبائے خلافت زیب تن کرنے سے قبل تصنیف و تالیف کی طرف نسبتاً کم توجہ کے بارے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ تبصرہ بھی قابلِ غور ہے ـــــ فرماتے ہیں:-

> "چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر تصنیف کے کام میں مصروف رہتے تھے لہذا حضور رضی اللہ عنہ کا ادب کرتے ہوئے تصنیف کی طرف متوجہ نہ ہوئے"۔[۵]

یہ بھی عشق کی ایک لطیف ترین کیفیت ہے جس کا اندازہ

---

۵ "حیاۃ نور الدین" ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۲

صرف وہی کر سکتے ہیں جو اِس کوچے کے رازونیاز سے بے خبر نہیں!

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی تصانیف کا تعارف کرانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے علمی ذوق، علم وفضل اور تصانیف کے بارے میں حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ برکت کے لئے درج کر دیئے جائیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور احادیث و تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فنِ طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں۔ ہر ایک فن کی کتابیں بلادِ مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ تیار کیا ہے۔ اور جیسے اَور علوم میں فاضلِ جلیل ہیں مناظراتِ دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت سی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔ حال ہی میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے۔ جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔"[1]

ایک اَور مقام پر حضرت اقدسؑ، حضرت حکیم الامت رضؓ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"مَیں نے جب سے عقل و سمجھ پائی ہے اس کی مانند کوئی وسیع علم والا نہیں دیکھا اور وہ جب میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو مَیں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میری اُس دُعا کا نتیجہ ہے جس پر مَیں مداومت کرتا تھا۔ اور میری فراست نے مجھ کو بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔ اور مَیں لوگوں کی مدح کرنا اور ان کے شمائل کو پھیلانا اس خوف سے بُرا جانتا تھا کہ مبادا اُن کے نفسوں کو ضرر دے لیکن مَیں دیکھتا ہوں وہ تو ایسے لوگوں میں سے ہے جن کے نفسانی جذبات شکستہ ہو گئے ہیں اور جن کی طبعی شہوات فنا ہو گئی ہیں اور اُن پر کوئی خوف نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کے کمال کے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب اُس نے اسلام کو مجروح دیکھا اور اس کو ایک مسافر سرگرداں کی طرح پایا جو اپنی جگہ سے بلایا جائے تو اسکے غم کو اپنا شعار بنا لیا اور زمانے کے غم سے اس کا عیش مکدّر ہو گیا اور وہ مضطر کی طرح دین کی مدد کو کھڑا ہو گیا اور ایسی کتابیں

---

[1] فتح اسلام۔ بحوالہ مرقاۃ الیقین۔

تصنیف کیں جو دقائق اور معارف سے
بھری ہوئی ہیں اور جن کی نظیر پہلے
لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان
کی عبارتیں باوجود مختصر ہونے کے فصاحت
سے بھری ہوئی ہیں اور ان کے الفاظ
نہایت دلربا، خوبصورت اور عمدہ ہیں
جو دیکھنے والوں کو شراب طہور پلاتی ہیں
اور اس کی کتابوں کی مثال اُس ریشم کی
ہے جو مشک کے ساتھ تر کیا جائے۔
پھر اس میں موتی اور یاقوت اور بہت
سی کستوری ملائی جائے۔ پھر اس میں
عنبر ملا کر معجون کی طرح بنا دیا جائے اور
اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی کتابیں
جامع ہیں۔ ہم ان میں فوائد کے لحاظ
سے کوئی فرق نہیں کر سکتے۔ وہ تمام سے
بڑھ گئی ہیں اس لئے کہ اس نے تمام کمی
اور زیادتی کا احاطہ کر لیا ہے۔ اور
بسبب اس کے دلائل و براہین کے
دلوں کو کشش کرتی ہیں، اپنے غیر پر
فوقیت لے گئی ہیں۔ مبارک ہے اُس
شخص کو جو ان کو حاصل کرے اور
پہچانے اور غور سے پڑھے۔ ان کی
مانند کوئی مددگار نہیں مل سکتا۔ جو کوئی
یہ چاہتا ہے کہ قرآن شریف کے عقدوں
کو حل کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے
اسرار پر واقف ہو تو اسکو چاہیئے
کہ ان کتابوں میں مشغول ہو کیونکہ
وہ اس چیز کی متکفل ہیں جس کو ذہین
طالب تلاش کرتا ہے۔ ان کے ایمان
کی خوشبو دلوں کو فریفتہ کرتی ہے۔
ان کی شاخوں میں کثرت سے میوے
ہیں اور کوئی شک نہیں کہ وہ اس
باغ کی طرح ہیں جس کے خوشے جھکے
ہوئے ہیں اور اس میں کوئی لغو بات
نہیں سنائی دیتی اور پاکوں کے لئے
مہمانی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام
"فصل الخطاب" اور ایک کا نام
"تصدیق براہین احمدیہ" ہے۔ باوجود
متانت الفاظ اور لطافت بیانی کے
قیمتی معانی پرو دیئے گئے ہیں۔ یہاں
تک کہ وہ مؤلفین کے لئے اُسوہ حسنہ
ہو گئی ہیں اور متکلمین آرزو کرتے ہیں
کہ وہ انہیں کتابوں کی طرز پر لکھیں اور
بڑے بڑے عالموں کی زبانوں نے
ان کتابوں کی مدح سرائی کی ہے۔
ان کے جواہرات جواہر البحور پر فوقیت
لے گئے ہیں اور ان کے موتی دریاؤں
کے موتیوں پر فائق ہو گئے ہیں اور وہ
اس کے کمالات پر ایک دلیل قاطع ہیں
ان کی خبر کو ایک وقت کے بعد جان لوگے

اور مؤلف فاضل نے اِن کتابوں میں قرآن شریف کے نکات کی تفسیر کرنے کے لئے کمر باندھی ہے اور اپنی تحقیق میں روایت اور درایت کے متفق کرنے کی مشقت اٹھائی ہے ۔ پس آفرین ہے اس عالی ہمت کے لئے اور اس کے افکار و مادہ کے لئے ۔ پس وہ مسلمانوں کا فخر ہے ۔ اور اس کو قرآن کریم کے حقائق کے استخراج میں اور فرقانِ حمید کے خزانوں کو پھیلانے میں عجیب ملکہ ہے ۔ بلاشک وہ مشکوٰۃِ نبوت کے انوار سے منوّر ہے اور اپنی پاک طینتی اور شانِ مردمی کے مناسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے ۔ وہ ایک عجیب و غریب مرد ہے ۔ اس کے ایک ایک لمحہ کے ساتھ انوار کی نہریں بہتی ہیں ۔ اس کے ایک ایک رشحہ کے ساتھ فکروں کے مشرب پھوٹتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ خیر الواہبین ہے ۔[5]"

اسلام کے اِس بطلِ جلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتہائی قرب نصیب ہوا ۔ امام الزمانؑ کی بابرکت صحبت نے آپ کی عجیب و غریب استعدادوں اور خداداد صلاحیتوں کو اور بھی جلا بخشی ۔ اور اس نور سے روشنی پاکر اس مردِ حق آگاہ نے حق کی تائید میں کئی کتابیں اور رسائل لکھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تالیفات کا مختصر تعارف پیش ہے :-

فصل الخطاب

"فصل الخطاب" نام سے آپ کی دو کتابیں ہیں ۔ "فصل الخطاب فی مسألۃ فاتحۃ الکتاب" اور دوسری "فصل الخطاب مقدمہ اهل الکتاب"

اوّل الذکر اُن ایام کی یادگار ہے جب آپ اہلِ حدیث کے عمائدین میں سے تھے ۔ اِس کتاب کو آپ نے شیخ فتح محمد صاحب رئیس جموں کے ایماء پر رقم فرمایا ۔ اِس کتاب میں اِس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ "بغیر از فاتحہ نماز جائز است یا نہ ؟" آپ نے فرضیتِ فاتحہ کے بے شمار دلائل دیئے ہیں ۔

"فصل الخطاب مقدمہ اهل الکتاب" کی وجہ تالیف حضرت حکیم الامت کے الفاظ میں ہی پیش کرنا زیادہ مناسب ہے ۔ تعارف میں فرماتے ہیں :-

"فقیر بتقریب رخصت جموں سے اپنے وطن بھیرہ ضلع شاہ پور میں پہنچا ۔ میرے چند احباب نے کئی اعتراض ایک پادری صاحب کی طرف سے پیش کئے اور مجھ سے کہا کہ ہم ان اعتراضات کو دیکھ کر حیران ہیں اور مضطرب و پریشان ۔ مَیں نے ان سے کہا اگر پادری صاحب کہیں قریب ہیں تو

---

۵ آئینہ کمالات اسلام (عربی سے ترجمہ) بحوالہ مرقاۃ الیقین۔

زبانی مباحثے سے جلد تصفیہ ہو سکتا ہے مگر ان سب کا منشاء یہی پایا کہ تحریر کا جواب تحریر ہی چاہیئے۔"

(فصل الخطاب۔ دیباچہ صد ۲)

چنانچہ اس پادری کے اعتراضات کے جواب میں آپ نے یہ ضخیم کتاب تالیف فرمائی۔

اس کے دو حصے ہیں۔ ۱۳۰۵ھ میں مولوی محمد عبد الاحد منتظم مطبع مجتبائی دہلی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ حصہ اول ۹½" × ۶½" کے ۲۴۶ اور حصہ دوم ۲۲۲ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اہل کتاب کے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور رسالت کے متعلق جملہ اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔ اصل بنیادی عناوین کے علاوہ بے شمار دیگر موضوعات مثلاً کفارہ، شفاعت، معجزات اور ان کی ماہیت پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جا بجا اسلامی احکام کی فضیلت کے پہلو کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ اسلام کی مدافعت کرتے وقت بعض یورپین مؤرخین کی آراء پر بھی عالمانہ تبصرہ موجود ہے۔

۲۔ تصدیق براہین احمدیہ

اس تالیف کے بھی دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ۱۸۹۰ء اور دوسرا حصہ ۱۸۹۱ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ اسلام کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہرہ آفاق تصنیف "براہین احمدیہ" کے مقابل مخالف کیمپ نے "تکذیب براہین احمدیہ"، "خبط احمدیہ"، "تنقید" وغیرہ پوچ کتب لکھیں جو یاوہ گوئی کے بلند دل کی شکل میں نمودار ہوئیں۔

حضرت حکیم الامت نے ان کتب خصوصاً "تکذیب براہین احمدیہ" کے مقابل پر "تصدیق براہین احمدیہ" رقم فرمائی۔ اس تالیف کے "انٹروڈکشن" میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"حضرت میرزا صاحب خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم اور اسلام کے با اخلاص حامی اس زمانہ کے مجدد ملہم ہیں۔ میں نے چاہا (اور خدا کے فضل سے یقین ہے کہ میری نیت کا ثمرہ مجھے ضرور ملے گا) کہ استباق کا ساتھ دوں۔ اور ان کے انصار سے بنوں۔ اس لئے براہین کی تصدیق پر کمر ہمت کو چست باندھ کر اس رسالہ کو لکھا۔"

(تصدیق براہین احمدیہ۔ انٹروڈکشن صد ۳)

اس عجیب تالیف میں حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ نے تکذیب کے ایک ایک اعتراض پر تنقید کی ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ان کے بطلان کو واضح فرمایا ہے —— یہ کتاب آریوں کے پھیلائے ہوئے وساوس کا بہترین ازالہ ہے۔ آریوں کے اعتراضات کے رد میں جہاں جہاں قرآن مجید کی آیات پیش کی گئی ہیں وہاں ان کی نہایت لطیف تفسیر بھی موجود ہے۔ "تصدیق براہین احمدیہ" حصہ اول ۹½" × ۶½" کے ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

تصدیق براہین احمدیہ (حصہ دوم)

اس مختصر مگر ٹھوس اور مدلل کتابچے کا دوسرا نام

"ردِ تناسخ" ہے۔ اس کا مختصر سا دیباچہ مخدوم الملت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کا رقم فرمودہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے علالت اور گوناگوں مصروفیات کے عالم میں اسے رقم فرمایا ہے۔ اس رسالے میں حضرت حکیم الامت نے تناسخ کے رد میں ۳۵ ٹھوس دلائل دیئے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات سے استدلال پورے جوبن پر ہے۔ یہ رسالہ بڑی تقطیع کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ خطوط جواب شیعہ و ردِ نسخ

یہ رسالہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو طبع ہوا۔

اس میں وہ خط درج ہیں جو آپ نے اپنے دو شیعہ دوستوں کو مخاطب کرکے رقم فرمائے تھے۔ ایک دوست کا نام نجم الدین صاحب ہے دوسرے کا نام حضور نے مخفی رکھنا پسند فرمایا ہے۔ یہ خطوط آپ کے سادہ، تکلف سے بری، شستہ اندازِ بیان کے آئینہ دار ہیں اور اس طرح شروع ہوتے ہیں:۔

۱۔ "العاید باللہ ابو اسامہ اپنے عزیز نجم الدین کو ۔۔۔۔۔۔"

۲۔ "ابو اسامہ نور الدین سے اس کے دوست (ع۔ و ح) کو ۔۔۔۔۔"

یہ دو خطوط کتابی شکل میں ″½۶ × ″½۹ کے ۲۶ صفحات پر مشتمل ہیں۔

۴۔ ابطالِ الوہیتِ مسیحؑ

یہ کتاب پہلی مرتبہ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء میں طبع ہوئی۔ اس مختصر کتابچے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابنیت اور الوہیت کے خلافِ عقل غلط نصرانی عقائد کی تغلیط و تردید کی ہے۔ تورات اور قرآن مجید کی آیات سے اپنے دلائل کو مزین فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ″½۶ × ″½۹ کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ دینیات کا پہلا رسالہ

حضرت حکیم الامتؓ نے یہ رسالہ سید عبدالحی صاحب عرب کی خواہش پر رقم فرمایا تھا۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں طبع ہوا۔ اس میں نماز، طریق وضو، تیمم، اذان، نماز کے اوقات، نماز پڑھنے کا طریق، وضو کے فرائض اور سنن، نواقض وضو، غسل کے فرائض اور سنن، فرائضِ نماز، ارکانِ نماز، مفسداتِ نماز، واجباتِ نماز، مکروہاتِ نماز ۔۔۔ وغیرہ عناوین کے تحت دلچسپ پیرائے میں ضروری معلومات پیش فرمائی ہیں۔ ″½۹ × ″½۱۲ کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۔ نور الدین

اس تالیف کے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے آپ نے صرف ایک کتاب تصنیف کی جو ایک آریہ دھرم پال نام کی کتاب "ترک اسلام" کے جواب میں تھی۔ یہ کتاب آپ نے تصنیف کی اور اس کا مسودہ عاجز راقم نے ایک ایک باب کرکے

حضرت مسیح موعودؑ کو شام کی مجلس میں سُنایا اور حضرت مسیح موعودؑ نے ہی اِس کتاب کا نام "نور الدین" رکھا۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ ۱۵۶ - ایڈیشن دسمبر ۱۹۲۶ء)

مندرجہ بالا ارشاد کے پیشِ نظر حضرت حکیم الامت کی باقی تالیفات کے مقابل پر "نور الدین" کو خاص فضیلت حاصل ہے۔ یہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ارشاد پر لکھی گئی۔ حضورؑ نے اشاعت سے قبل اسے سماعت فرمایا اور ازراہِ شفقت اس کا نام بھی تجویز فرمایا۔

"نور الدین" کی ابتداء میں ۶۰ صفحات کا ایک عالمانہ دیباچہ بھی ہے جو فی نفسہٖ ایک عمدہ کتاب ہے۔

یہ تالیف بھی انتہائی ٹھوس اور دلائل اور براہین سے بھرپور ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ، اسلام، قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر مخالفین اسلام کے دو سو سے زائد اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات پر مشتمل ہے۔

۷۔ بیاضِ نور الدینؓ

اس ضخیم بیاض کے دو حصے ہیں۔ حضرت حکیم الامتؓ طب میں بھی جس رفیع الشان مقام پر فائز تھے اس سے اپنے اور غیر سب آگاہ تھے۔ یہ دونوں کتابیں آپ کے طبی مجربات کا مجموعہ ہیں اور طبی حلقوں میں نہایت درجہ مقبول ہیں۔

ان کتب کے علاوہ آپ کے فرمودہ درس القرآن کے نوٹس، اور دیگر ارشادات بھی شائع ہو چکے ہیں۔

۸۔ درس القرآن

قرآن مجید کا درس آپ کی روح پُر فتوح کی غذا تھی۔ یہ کتاب اس درس (خدا جانے وہ درس القرآن کتنا عجیب و غریب اور دلفریب ہوتا ہوگا جس کی یاد میں کئی نیک انسانوں کو آبدیدہ دیکھ چکا ہوں!!) کے تفسیری نوٹس پر مشتمل ہے ـــــ اور حضرت حکیم الامت کے قرآنی ذوق کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے ایک نادر کلید!

۹۔ خطباتِ نورؓ

یہ معارف کے خزائن دو حصص پر مشتمل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے فرمودہ عیدین اور جمعہ کے خطبات کا مجموعہ ہیں۔

۱۰۔ ملفوظاتِ نورؓ

اس مجموعہ کا دوسرا نام "کلام الامیر" بھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے وہ ارشادات جو البدر وغیرہ میں شائع ہوتے رہے انہیں ملفوظاتِ نور کی شکل میں منشی برکت علی صاحب ہوشیارپوری نے یکجا کیا۔ یہ مجموعہ ۱۹۱۸ء میں شیخ رحیم بخش صاحب مالک انڈین بک ایجنسی امرتسر نے شائع کیا۔

۱۱۔ مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدینؓ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے حالات مشہور مؤرخ اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کو لکھوائے تھے۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ

سے آپ کی عظیم شخصیت پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے اس کتاب پر ریویو کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے:-

"جس سوانح عمری کا نام عنوان میں لکھا گیا ہے وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی سوانح عمری ہے جو جلد اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے وہ پہلی جلد ہے۔ یہ جلد اول بفضل خدائے کریم مولوی صاحب کی زندگی ہی میں لکھی گئی ہے۔ ہمیں حضرت اکبر نجیب آبادی کا بدل مشکور ہونا چاہیئے کہ ان کی بدولت یہ بے بہا سوانح عمری ہمارے ہاتھوں میں پھر رہی ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کے انٹروڈیوس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک عرصہ دراز سے اپنی بعض خصوصیات علمی، طبی، مذہبی، اتقاء کی وجہ سے کافی سے بھی زیادہ شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ بلکہ بر کہ ان کی شہرت ان کے نام سے ایک ممتاز شہرت کا درجہ رکھتی ہے۔ ایسی ہی زندگیاں اپنے مختلف اوقات میں مختلف جذبات اور تصرفات رکھتی ہیں۔ اگر ہم چشم انصاف سے دیکھیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ اکثر مشاہیر اسلام کی زندگیاں اسی نمونہ کی تھیں جن پر ہمیں بہت کچھ فخر اور ناز ہے سے

جاں پرور است قصۂ ارباب معرفت
رمزے برو بپرس وحدیثے بیا بگو"

(ریویو آف ریلیجنز - فروری ۱۹۱۴ء ج ۱۳ نمبر ۲ صـ۵۲-۵۳)

۱۲- مکتوبات

مطبوعہ مواد کا مختصر الفاظ میں تعارف تو ہو چکا معارف کے ان خزانوں سے کس طرح متعارف کراؤں۔ جو غیر مطبوعہ خطوط اور مکاتیب کی شکل میں معرض وجود میں آئے تھے ـــــ!! ممکن ہے ان میں اکثر اب بھی احباب کے پاس محفوظ ہوں۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان مکتوبات کو بھی کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے۔ کئی خطوط کسی نہ کسی سلسلے میں مطبوعہ شکل میں موجود ہیں مگر حضور رضؓ کے قلم معجز رقم سے نکلے ہوئے تمام خطوط کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا ایک بہت بڑے علمی خزانے کو محفوظ کرنے کے مترادف ہے۔ اس جگہ خاص طور پر ان دو معرکۃ الآراء مطبوعہ خطوط کا ذکر کرنا مناسب ہے جنہیں حضور رضؓ نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد رقم فرمایا تھا۔

ستمبر ۱۹۰۸ء میں "البیان" کے ایڈیٹر کو ایک طویل خط لکھا جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد کو بیان فرمایا۔

فروری ۱۹۰۹ء میں خواجہ حسن نظامی مرحوم کے ایک خط کے جواب میں طویل خط رقم فرمایا۔ اس میں بھی جماعت کے بعض عقائد کی وضاحت فرمائی۔ (مرقاۃ الیقین)

(نوٹ:- اس مضمون کی دوسری قسط میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے اسلوب نگارش کے متعلق چند باتیں عرض کی جائیں گی +)

مکرم فضل الٰہی صاحب انوری
پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

دنیا کے بہترین انسان صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز

کے ضروری آداب

(۱)

ہر مجلس کے کچھ نہ کچھ آداب ہوتے ہیں۔ نماز وہ مجلس ہے جس میں بندہ اپنے پروردگار اور خالق و مالک خدا کے حضور حاضر ہوتا اور مسنون طریق پر مناجات کرتا اور عرض و نیاز بجالاتا ہے۔ اس لئے دنیاوی مجالس کی طرح اس روحانی مجلس کے آداب کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے جن کے بغیر وہ اصلی مقصد اور وہ حقیقی غرض و غایت حاصل نہیں ہو سکتی جس کے لئے نماز کو قائم کیا گیا ہے۔ نہ ہی وہ قلبی راحت و سرور اور وہ روحانی کیفیت و لذت میسر آسکتی ہے جن کے بغیر نماز ایک خشک فریضہ اور ڈیوٹی بن کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی مسنون حرکات و سکنات اور الفاظ اور کلمات کو ایسے طور پر بجالایا جائے کہ اس سے وہ تمام فوائد و مقاصد اور برکات و لذّات حاصل ہوں جو اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جن کا حصول ہر اس شخص کا حق ہے جو اِس پُر حکمت فریضہ کو اس کی تمام شرائط اور لوازمات کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

ذیل میں ان آداب اور قواعد کو بیان کیا جاتا ہے جو قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخذ کئے گئے ہیں۔

ا۔ عام نماز کے آداب

۱۔ خدا ایک پاک اور مطہر ذات اور ایک مقدس ہستی ہے۔ نماز ایک ذریعہ ہے اُس پاک اور مقدس ہستی تک پہنچنے کا۔ اس لئے کوئی شخص اُس وقت تک اُس ہستی کو نہیں پا سکتا جب تک کہ خود پاک ہو کر پاک راہوں سے اُس تک پہنچنے کی کوشش نہ کرے۔ پس آدابِ نماز میں سے سب سے پہلا ادب یہی ہے کہ نماز پڑھنے والا پاکیزہ جسم، پاکیزہ لباس اور پاکیزہ خیالات لے کر مسنون طریق پر طہارت کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور محبت اور خشیت کے مخلوط جذبات کے ساتھ اپنے تئیں بکلّی اس کے سپرد کرتے ہوئے نماز کو شروع کرے۔

۲۔ نماز سنوار کر پڑھی جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص نے نماز جلدی پڑھی اور فارغ ہو کر

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے اسے فرمایا کہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس پر وہ لوٹ کر گیا اور پھر پہلے کی طرح پڑھ کر واپس آ گیا۔ آپ نے پھر فرمایا جا اور نماز پڑھ کیونکہ تُو نے نماز نہیں پڑھی۔ جب تیسری مرتبہ بھی اسی طرح پڑھ کر آیا تو آپؐ کے پھر وہی ارشاد فرمانے پر وہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ ہی بتائیے کہ میں کیسے پڑھوں؟ تو آپؐ نے فرمایا:۔

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

یعنی جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جتنا قرآن پڑھ سکے پڑھ لے۔ پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ رکوع کر لے پھر رکوع سے اٹھ کر ٹھیک طور پر کھڑا ہو جا۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ سجدہ کر لے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جا اور اس طرح ہر نماز اور اس کی ہر رکعت میں کر"

اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو سنوار کر پڑھنے سے کیا مراد ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو نماز جلدی جلدی اور بے سوچے سمجھے پڑھی جائے وہ نماز ہوتی ہی نہیں۔ پھر کون عقلمند پسند کرے گا کہ وہ اپنے کام اور کاروبار کا حرج کر کے نماز پڑھنے آئے، نماز پڑھے اور پھر بھی اس کا یہ فریضہ ادا نہ ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نماز انسان کا تعویذ ہے اسے بہت سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ انسان تعویذ کو کیسے سنبھال کر رکھتا ہے کہ کہیں گر نہ جائے، گم نہ ہو جائے، ضائع نہ ہونے پائے۔ پھر نماز جو خدا تعالیٰ جیسی پیاری نعمت کے حصول کا تعویذ ہے کیوں اس کی حفاظت نہ کی جائے۔ قرآن کریم میں بھی آتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (مومنون:۱۰) یعنی مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۳۔ نماز میں بدن کو چُست رکھنا بھی آدابِ نماز میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقین کی یہ علامت ٹھہراتا ہے کہ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔ کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سُستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ نماز میں بدن چُست رہے۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے نہ ہونے پائیں۔ اُٹھتے بیٹھتے، رکوع اور سجدہ کرتے وقت غرضیکہ ہر حرکت بجا لاتے ہوئے جسم پر پورا قابو ہونا چاہیئے۔ ایک ٹانگ پر سہارا

لے کر کھڑے ہونا بھی آدابِ نماز کے منافی ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کو اس طور پر باندھنا کہ ایک ہاتھ لٹکا ہوا ہو یا دونوں ہاتھوں کو ڈھیلا رکھنا درست نہیں۔

۴۔ نماز کے اندر جمائی لینا بھی آدابِ نماز کے خلاف ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

التثاؤب فی الصلوٰۃ من
الشیطان فاذا تثاوب
احدکم فلیکظم ما استطاع
(ترمذی)

یعنی نماز میں جمائی لینا شیطانی حرکت ہے پس اگر کسی کو جمائی آئے تو چاہیئے کہ اسے جہاں تک ہو سکے دبانے کی کوشش کرے۔

۵۔ نماز میں ہلتے رہنا۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ کو بار بار ہلانا یا ناک، کان اور بدن کو کھجلاتے رہنا درست نہیں سوائے اس کے کہ اضطراری حالت میں انسان کوئی حرکت کرنے یا ہاتھ ہلانے پر مجبور ہو جائے۔

احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز میں ایسے بے حس و حرکت کھڑے ہوتے تھے کہ گویا اُنکے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور اگر وہ ذرا بھی ہلے تو وہ اُڑ جائیں گے۔ اسی طرح نماز کی حالت میں کپڑوں اور بالوں کو سمیٹتے رہنا بھی آدابِ نماز کے منافی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اُمِرَ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَسْجُدَ علیٰ سبعۃِ اعضاءٍ ولا یَکُفَّ شَعراً اَوْ ثوباً۔ (بخاری)۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ کہ بال یا کپڑا نماز کی حالت میں نہ سمیٹا جائے۔

خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اُس کی عظیم الشان ہستی کو تصور میں لایا جائے تو اس کے حضور عرض و نیاز بجالاتے وقت اس قسم کی حرکات سرزد ہی نہیں ہو سکتیں۔

۶۔ نماز میں اوپر نیچے، دائیں یا بائیں دیکھنا یا دیکھنے کی کوشش کرنا بھی خلافِ ادب ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما بال اقوامٍ یرفعون ابصارھم الی السّماء فی صلوٰتھم فاشتدّ قولہٗ فی ذٰلک حتّٰی قال لینتھُنّ عن ذٰلک اَو لتُختطفنّ ابصارھم (بخاری) یعنی ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور آپؐ نے یہ بات بڑی سختی سے فرمائی یہاں تک کہ فرمایا کہ چاہیئے کہ وہ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں سألتُ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوٰۃِ قال ھو اختلاسٌ یختلسه الشیطان

من صلوٰۃ عبدٍ (بخاری و ترمذی) کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التفات کے بارے میں پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے شیطان بندے کی نماز میں سے جھپٹا مار کر کچھ لے جاتا ہے۔ التفات کے معنی اِدھر اُدھر دیکھنے کے ہیں۔ گویا نماز میں نگاہیں اِدھر اُدھر دوڑانا آداب نماز کے سخت منافی ہے در اصل انسان کے خیالات بہت کچھ اس کی نگاہ کا رُخ بدلنے کے ساتھ بدلتے ہیں۔ اور اگر نگاہیں بدلتی رہیں تو توجہ الی اللہ جو نماز کی اصل روح اور غرض و غایت ہے قائم رہ ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نہ صرف یہ کہ انسان نماز پڑھتے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھے بلکہ اس کی نگاہ ایک جگہ جمی رہنی چاہیئے اور وہ جگہ سجدہ گاہ ہے۔

۷۔ دورانِ نماز تھوکنا درست نہیں۔ اگر زیادہ مجبوری ہو تو اپنے بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے بشرطیکہ ایسی جگہ ہو جہاں احترام مسجد کا سوال نہ ہو۔ قبلہ رُخ تھوکنا بھی مناسب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی حکمت یہ بیان فرمائی۔ ان احدکم اذا قام فی صلوٰتہٖ فانّہٗ یُناجی ربّہٗ وانّ ربّہٗ بینہٗ وبین القبلۃ فلا یبزُقنَّ احدُکم قِبَلَ قبلتہٖ ولکن عن یسارہٖ او تحت قدمہٖ (بخاری) یعنی جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ پس تم میں سے کوئی بھی قبلہ کی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے۔ پھر آتا ہے کہ آپؐ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوک کر مَل ڈالا۔ اور فرمایا "اس طرح کر لے" گویا اگر مجبوری سے تھوک آجائے تو بہتر یہی ہے کہ اپنی چادر یا کسی اور کپڑے کے کنارہ میں مَل دے۔

۸۔ نماز پڑھتے وقت کندھے ڈھکے ہونے چاہئیں۔ کھُلے شانے نماز درست نہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یُصلّی احدکم فی الثوب الواحد لیس علیٰ عاتقہٖ شیءٌ (بخاری) یعنی تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو۔

۹۔ حتی الوسع سر کو ڈھانکنا بھی آداب نماز میں شامل ہے۔ استثنیٰ صرف مجبوری کی حالت میں ہو سکتا ہے مگر بالغہ عورت کو ہر حالت میں اوڑھنی لیکر نماز پڑھنی چاہیئے جیسا کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تُقبلُ صلوٰۃ الحائض اِلّا بخمارٍ (ترمذی) کہ جوان اور بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

۱۰۔ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ اور پھر ماتھا زمین پر لگایا جائے۔ حدیث شریف میں آتا

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذا سجد احدکم فلا یَبرُکْ کما یَبرُکُ البعیرُ ولیضعْ یدَیْہِ قبل رُکبتَیْہِ (ترمذی) کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرنے لگے تو گھٹنے اس طرح نہ ٹیکے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے کہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے۔

اسی طرح دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں اور انگلیاں ملی ہوئی اور قبلہ رُخ ہونی چاہئیں۔ ہتھیلیاں زمین کے ساتھ لگی ہوئی اور کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی اور گھٹنوں سے الگ ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ لا یَبْسُطْ ذراعیہ کالکلب۔ یعنی یہ کہ نمازی اپنے ہاتھ کتے کی مانند نہ بچھائے کہ کہنیاں زمین کے ساتھ لگی ہوں۔

۱۱۔ سجدہ میں جا کر ہاتھ سے کنکریاں صاف کرنا یا مٹی پھونکنا بھی منع ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ عن ابی ذرعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قام اَحَدُکم الی الصلوٰۃ فلا یَمسَحِ الحصیٰ فانّ الرحمۃ تواجِھُہٗ (ترمذی) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کنکریوں کو جھاڑنے نہ لگ جائے کیونکہ رحمت اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہے۔ البتہ اگر سخت ضرورت ہو تو ایک دفعہ ہٹالے جیسا کہ دوسری روایت آتی ہے۔ عن معیقیب قال سالتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مسحِ الحصیٰ فی الصلوٰۃ فقال ان کنت لابد فاعلًا فمرّۃً واحدۃً (ترمذی) یعنی اگر نماز میں کنکریوں کو ہٹانے کی ضرورت پڑے جس کے بغیر چارہ نہ ہو تو صرف ایک دفعہ کرلے۔

۱۲۔ رکوع سے اُٹھنے کے بعد اور سجدوں کا درمیانی وقفہ، یہ ہر دو وقفے رکوع و سجود کے تقریباً برابر ہونے چاہئیں۔ اگر مسنون دعائیں بعد از رکوع اور بین السجدتین پڑھی جائیں تو یہ ہر دو وقفے رکوع و سجدہ کے برابر ہو جاتے ہیں بعض لوگ رکوع سے اُٹھتے ہی سجدہ میں چلے جاتے ہیں ایسے طور پر کہ اپنی کمر بھی سیدھی نہیں کر پاتے، یہ درست نہیں۔ اسی طرح ایک سجدہ کے بعد جب تک اطمینان سے بیٹھ نہ جائے دوسرا سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ دعا بین السجدتین علاوہ دعا کے اسی اطمینان کی کیفیت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے

۱۳۔ رکوع و سجود میں قرآنی دعا پڑھنا جائز نہیں۔ حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلَا وانّی نُھِیتُ اَن اَقرأَ القراٰنَ راکعًا او ساجدًا فامّا الرکوعُ فعظموا فیہ الربَّ و امّا السّجود فاجتھدوا فی الدعاءِ فقَمِنٌ ان یستجاب لکم۔ (مسلم) یعنی یہ کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ پس رکوع میں تو اپنے رب کی

عظمت بیان کرو اور سجود میں خوب دعا کرو کیونکہ
اس حالت میں تمہاری دعا زیادہ سنی جاتی ہے۔
حضرت مسیح موعودؑ بھی بیان فرماتے ہیں:۔

"سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے
اور خدا کا کلام عظمت چاہتا ہے ماسوا
اس کے حدیثوں سے کہیں ثابت نہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ....
رکوع یا سجود میں کوئی قرآنی دعا پڑھی
ہو۔" (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۴۔ نماز میں سلام کا جواب دینا یا کوئی بات کرنا سخت
منع ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ
حضرت جابرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی
کام کے لئے بھیجا جب وہ کام کرکے واپس آئے
تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے
ہیں۔ انہوں نے آنحضورؐ کو السلام علیکم کہا مگر
آپ نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ کہتے ہیں کہ میرے
دل پر جو گذری اسے اللہ ہی جانتا ہے میں نے
سمجھا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دیر
لگانے کی وجہ سے ناراض ہوگئے ہیں۔ پھر میں
نے دوسری بار سلام کیا تو پھر بھی آپ نے جواب
نہ دیا۔ اس سے مجھے اور بھی صدمہ ہوا۔ جب
آپؐ نماز پڑھ چکے تو میں نے پھر سلام کیا تو
آپؐ نے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ انما منعنی
اَن اَرُدَّ علیک اَنی کنتُ اُصَلّی (بخاری)
یعنی میں نے اسلئے جواب نہ دیا تھا کہ میں نماز پڑھ
رہا تھا۔

۱۵۔ نماز میں سوائے مسنون حرکات کے کوئی اور حرکت
ناجائز ہے سوائے اس کے کہ ضرورت سے ہو۔
مثلاً نماز پڑھتے پڑھتے صف کے ساتھ مل جانا یا
سامنے سے گزرنے والے کو ہاتھ سے روکنا جائز
ہے۔ اگر سانپ یا بچھو آجائے تو حدیث شریف
کی رُو سے اس کا مارنا جائز ہے اور اس سے نماز
میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ اسی طرح اگر وضو
ٹوٹ جائے تو جاکر وضو کرکے پھر ساتھ مل جانا
جائز ہے۔ بشرطیکہ اس دوران میں کسی سے کلام
نہ کی جائے ورنہ نئی نیت سے نماز میں شامل ہونا
پڑے گا۔ کسی اور خاص حاجت کے لئے بھی حرکت
کی جاسکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک
شخص نے سوال کیا کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور
باہر سے اس کا افسر آجاوے اور دفتر یا دوائی خانہ
کی چابی مانگے تو ایسے وقت میں اسے کیا کرنا چاہئے۔
اور ساتھ ہی بتایا کہ اسی وجہ سے ایک شخص نوکری
سے معزول ہوگیا۔ تو حضور نے فرمایا:"ایسی صورت
ضروری تھا کہ وہ دروازہ کھول کر چابی افسر کو
دیدیتا کیونکہ اگر اس کے التوا سے کسی آدمی کی جان
چلی جاوے تو یہ سخت معصیت ہوگی۔ احادیث میں
آیا ہے کہ نماز میں چل کر دروازہ کھول دیا جاوے
تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ایسے ہی اگر لڑکے
کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو یا کسی موذی جانور سے جو
نظر پڑتا ہو ضرر پہنچتا ہو تو لڑکے کو بچانا اور جانور

کو مار دینا اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہے گناہ نہیں
ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ بعضوں نے یہ بھی
لکھا ہے کہ گھوڑا کھل گیا ہو تو اُسے باندھ دینا بھی
مفسدِ نماز نہیں ہے کیونکہ وقت کے اندر نماز تو
پھر بھی پڑھ سکتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشد
ضرورتوں کے لئے نازک مواقع پر یہ حکم ہے۔ یہ
نہیں کہ ہر ایک قسم کی رفعِ حاجت کو مقدم رکھ کر
نماز کی پرواہ نہ کی جائے اور اُسے بازیچہ
اطفال بنا دیا جائے۔ نماز میں اشغال کی سخت
ممانعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دل اور نیت
کو بخوبی جانتا ہے۔" (الحکم دسمبر ۱۹۱۴ء)

۱۶۔ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں قرآن
کی کوئی سورۃ یا سورۃ کا کوئی حصہ جو کم از کم تین
چھوٹی آیات پر مشتمل ہو پڑھا جائے۔ بہتر ہے
کہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد وہ سورۃ
نہ پڑھی جائے جو پہلی رکعت میں پڑھی گئی ہو۔
اسی طرح پہلی رکعت میں ذرا بڑی اور دوسری
رکعت میں ذرا چھوٹی سورۃ پڑھنا بھی مسنون
طریق ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
آتا ہے کہ یُطوّلُ فی الاولٰی ویقصرُ
فی الثانیۃ ویُسمِعُ الآیۃ احیاناً
(بخاری) یعنی آپ پہلی رکعت میں لمبی قرات اور
دوسری رکعت میں چھوٹی قرات فرماتے تھے اور
کبھی اس طور پر پڑھتے کہ ہم آپ کی تلاوت سُن
رہے ہوتے۔

فرائض کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ
کے بعد کوئی اور سورۃ پڑھنا احادیث سے ثابت
نہیں۔ البتہ سُنّتوں، وِتر اور نوافل کی آخری دو
رکعتوں میں سورتوں کا پڑھنا ضروری ہے۔

۱۷۔ درمیانی قعدہ یعنی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کا
وقفہ مختصر ہونا چاہیئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس
فی الرکعتین الاولیین کانہ علی
الرضف (ترمذی) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کا وقفہ اتنا مختصر
ہوتا کہ جیسے ایک شخص انگاروں پر بیٹھتا ہے۔
(اور پھر فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہے)

۱۸۔ نماز میں بھول جانے پر سجدہ سہو کیا جانا چاہیئے۔
جو یہ ہے کہ سلام سے قبل دو سجدے کئے جائیں۔
لیکن اگر بھول کی وجہ سے فرائض نماز میں کمی
واقع ہو گئی ہو تو اس کمی کا پورا کیا جانا بھی ضروری
ہے۔ فرائض نماز یہ ہیں۔ تکبیر اولیٰ، قیام، قراۃ،
رکوع، سجدتین، آخری تشہد۔ اگر واجبات میں
کمی ہو گئی ہو تو اس کمی کو پورا کرنا ضروری نہیں۔
بلکہ صرف سجدہ سہو ہی اس کمی کا قائم مقام ہو جائیگا۔
واجبات یہ ہیں۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا، قومہ (یعنی
رکوع کے بعد کا قیام) جلسہ (یعنی بین السجدتین
بیٹھنا) درمیانی تشہد۔ اسی طرح دو سجدوں میں سے
ایک سجدہ رہ جائے تب بھی سجدہ سہو ہی کافی ہوگا۔

۱۹- اگر رکعتوں کی تعداد میں شک پڑ جائے یعنی یہ شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ تین پڑھی ہیں یا چار تو یقینی صورت کو بنیاد بناتے ہوئے نماز کو مکمل کیا جائے۔ مثلاً یہ شک ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یقینی صورت دو کی ہے اور شک صرف تیسری رکعت پڑھنے کے بارے میں ہے۔ پس دو رکعتوں کو بنیاد بنا کر باقی نماز کو پورا کیا جائے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔

اگر درمیانی تشہد میں بیٹھنا یاد نہ رہے اور اٹھتے ہوئے یاد آجائے تو اس صورت میں مندرجہ ذیل قاعدہ پر عمل کیا جائے گا۔

اگر گھٹنے سیدھے ہو چکے ہوں تو پھر تیسری رکعت کو مکمل کیا جائے لیکن اگر گھٹنے ابھی سیدھے نہ ہوئے ہوں تو پھر بیٹھ جائے اور حسب دستور درمیانی تشہد پڑھا جائے۔ تاہم آخری تشہد کی صورت میں بھول جانے پر زائد رکعت کو مکمل کرنا ضروری نہیں بلکہ جب یاد آجائے بیٹھ جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔

۲۰- اگر آخری جلسہ کے آخری حصہ میں سلام کہنے سے قبل کسی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہے بلکہ نماز کو مکمل کر لیا جائے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت آئی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا یعنی الرجل وقد جلس فی آخر صلوٰتہ قبل ان یسلم فقد جازت صلوٰتہٗ (ترمذی) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص کا نماز کے آخری حصہ میں سلام پھیرنے سے قبل وضو ٹوٹ جائے تو اس کی نماز جائز ہو جاتی ہے۔

۲۱- نماز جوتوں سمیت پڑھ لینا جائز ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہ سُئل اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ قال نعم (بخاری) کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا "ہاں"۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر ہوا کہ امیر کابل نے ہر جگہ بوٹ پہنے ہوئے نماز پڑھی تو آپ نے فرمایا "جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے۔" (بدر ۱۱ اپریل ۱۹۰۳ء) مگر اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر شخص ہر وقت مسجد میں جوتوں سمیت آسکتا ہے خواہ اس کے جوتے کیسے ہی گندے ہوں۔ کیا گھروں میں جہاں دریاں وغیرہ بچھی ہوں لوگ جوتے اتار کر نہیں آتے۔ حالانکہ کہیں حدیث میں یہ نہیں آیا کہ گھروں میں جوتے اتار کر آنا چاہیئے۔ جب گھروں میں باوجود ممانعت نہ ہونے کے انسان بسا اوقات محض صفائی کی خاطر جوتے اتار کر داخل ہوتا ہے تو کیا مسجد کی صفائی اور احترام کا خیال نہ رکھا جائے؟ دراصل جو چیز نماز کے لئے جائز ہے ضروری نہیں

کہ وہ مسجد کے لئے بھی جائز ہو۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھتے پڑھتے تھوک آجائے
تو اپنے دائیں یا پاؤں کے نیچے تھوک دے مگر دوسری
طرف فرمایا کہ مسجد کے اندر تھوکنا جائز نہیں پس پہلے
حکم کا اطلاق موقع اور محل کی مناسبت سے ہوگا جہاں
احترام مسجد اور پاکیزگی اور صفائی کا سوال ہو وہاں
جوتے پہننا یا تھوکنا خلافِ ادب سمجھا جائے گا بالکل
اسی طرح جس طرح گھروں میں بستروں اور دریوں
پر گند پھیلانا یا تھوکنا خلافِ ادب اور تہذیب
سمجھا جاتا ہے۔

۲۲۔ نماز کی مقررہ مسنون دعاؤں کے علاوہ دوسری
قرآنی اور مسنون دعائیں پڑھنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نماز میں کثرت سے
دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت
آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے
سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے
بعد کچھ لوگوں کے لئے ان کے نام لے لیکر دعا
فرماتے تھے۔ اسی طرح روایت آتی ہے کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے جس کو میں اپنی
نماز میں پڑھوں تو آپ نے فرمایا یہ کہا کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی ظُلْمًا
کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اَنْتَ فَاغْفِرْلِی مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ
وَارْحَمْنِی اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِیْمُ (بخاری)

کہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت
ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو
بخشتا نہیں پس تو مجھے اپنی مغفرت کی
چادر میں لے لے اور مجھ پر رحم فرما کہ تو
بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا
ہے۔

اسی طرح مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا:۔

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ
وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم)

یعنی جب انسان سجدہ میں ہوتا ہے
تو اللہ تعالیٰ سے انتہائی قرب کی حالت
میں ہوتا ہے۔ پس اس حالت میں ہو تو خوب
دعائیں کرو۔

نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا کے متعلق حضرت
مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سب زبانیں خدا تعالیٰ نے بنائی ہیں۔
چاہیئے کہ انسان اپنی زبان میں جس کو
اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر
دعائیں مانگے کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا
ہے تا عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام
الٰہی کو عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد
رکھو اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو
جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور

پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔" (بدر یکم اگست ۱۹۰۴ء)

ضمناً یہ بھی یاد رکھا جائے کہ قرآنی دعا میں تغیر جائز نہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"جو دعائیں قرآن شریف میں ہیں اُن میں کوئی تغیر جائز نہیں کیونکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ وہ جس طرح قرآن شریف میں ہے اسی طرح پڑھنا چاہیئے۔ ہاں حدیث میں جو دعائیں آتی ہیں ان کے متعلق اختیار ہے صیغہ واحد کی جگہ صیغہ جمع پڑھ لیا کریں۔"

(بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء)

۲۳۔ اگر نماز میں اُونگھ آرہی ہو تو چاہیئے کہ پہلے اچھی طرح سو لے یا یہ حالت دُور کرے پھر نماز پڑھے حضرت عائشہؓ سے روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیرقد حتّٰی یذھب عنہ النوم فان احدکم اذا صلّی وھو ناعس لا یدری لعلّہ یستغفر فیسبّ نفسہ (ترمذی) کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتے پڑھتے اُونگھ رہا ہو تو چاہیئے کہ سو رہے یہاں تک کہ نیند کی حالت دُور ہو جائے کیونکہ کیا پتہ کہ نماز پڑھتے جائے اور استغفار کرتے کرتے اپنے نفس کو گالی دینے لگ جائے۔ (یعنی بجائے استغفار کے اپنے لئے بددعا شروع کر دے)

دوسری جگہ آتا ہے حتّٰی یعلم ما یقول۔ کہ تا کہ اُسے پتہ ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ قرآن کریم میں بھی حکم ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سُکاریٰ یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ چونکہ نیند یا اونگھ ایک قسم کی سکر اور نیم بیہوشی کی حالت پیدا کر دیتی ہے اس لئے ایسی حالت میں نماز ناجائز ہو گی۔

۲۴۔ نماز بے شک مختصر ہو مگر کامل ہو۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یُوجز الصلوٰۃ ویُکملھا (بخاری) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مختصر مگر مکمل ہوا کرتی تھی۔ اور تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا ہر رُکن صحیح طور پر اپنے اپنے مقام پر ادا کیا جائے یہ نہ ہو کہ سمع اللہ لمن حمدہ منہ میں ہو اور سجدے میں جا رہا ہو یا اللہ اکبر کے کلمات سجدہ میں جا کر ادا ہو رہے ہوں۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ نماز کے ارکان نماز کے مختلف خانے ہیں اور جب تک کلمات کو اپنے اپنے خانوں میں نہ رکھا جائے وہ صحیح طور پر اپنا فعل ادا نہیں کر سکتے۔ پس نماز کو پوری شرائط اور پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے تا کہ اس سے وہ مقصد عظیم حاصل ہو سکے جس کے لئے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ نماز باجماعت کے آداب اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری
(سنگاپور)

مسئلۂ نبوّت اور نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام

سنگاپور میں ایک دوست کے مکان پر

کل رات اپنے چند مریدانِ خاص سے
تھے ایک شیخ مجتہدِ عصر کہہ رہے

گمُ کردہ راہ و ملحد و کافر ہیں احمدی
اور مفتری ہے ان کا امام و مسیح بھی (نعوذ باللہ)

کوئی نبی نہ آئے گا اب مصطفیٰؐ کے بعد
مسدود ہے یہ بابِ رسولِ خدا کے بعد

میں نے کہا یہ جیب سے قرآں نکال کر
بولیں خدارا آپ ذرا مُنہ سنبھال کر

ثابت کریں یہ دعویٰ خدا کی کتاب سے
اِس نورِ حق سے رشکِ مہ و آفتاب سے

دشنام و افترا ہے اگر کام آپ کا
تکفیرِ اہلِ قبلہ ہے اسلام آپ کا

حاجت نہیں کسی کو یہاں اس کی زینہار
بہتر ہے اِس سے کفر ہمارا ہزار بار

"بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

ظِلّی ہو یا بروزی، پُرانا ہو یا نیا
تا حشر جیب رسولؐ کوئی اب نہ آئے گا

گر مصطفیٰؐ کے بعد نبوّت ہی بند ہے
مولیٰ کو دَر یہ بند ہی رکھنا پسند ہے

باقی اگر جہاں میں یہ نعمت نہیں رہی
اور اب کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی

اِتنا تو پھر خدا کے لئے دیجئے بتا
کیوں آپ کہہ رہے ہیں یہ دنیا سے برملا

مریم کا بیٹا جو کہ رسولِ یہود تھا
اور اِک نشانِ قدرتِ ربِّ وَدُود تھا

اُترے گا عنقریب وہ پھر آسمان سے
کر دے گا دُور شرک و جہالت جہان سے

کیا آنے والا عیسیٰ رسول و نبی نہیں؟
کیا اُس سے مُہرِ مصطفویؐ ٹوٹتی نہیں؟

خاتم کے بعد ایسا نبی آئے گا اگر
جو تھا فقط یہود کا ہادی و راہبر

توہین و ہتک ہے یہ رسولِ خدا کی صاف — جس کو خدا کرے گا نہ ہرگز کبھی معاف
جسمانی بیٹا آپ کا کوئی نہ تھا اگر — روحانی بھی نہ ہو سکے وارث سے بہرہ ور
ابتر بنا کے آپ رسولِ کریمؐ کو — اُمت پہ بند کرتے ہیں فضلِ عظیم کو
اپنے تو ٹھہرے آپ کے نزدیک نادرست — وارث بنانا غیر کو کیوں ہو گیا درست؟
کیا آپ نے حدیثِ فضیلت پڑھی نہیں؟ — فرما گئے ہیں صاف شہنشاہِ مرسلینؐ
اُمت میں میری ایسے بھی ہیں عالمانِ دیں — جو مثلِ انبیاءِ گزشتہ ہیں بالیقیں
خاتم کے معنے زینت و افضل نبی کے ہیں — روحانی بیٹے ظلّی نبی آپ ہی کے ہیں
عیسائیوں کے منجی و عیسےٰ مسیحؑ کی — قومِ رسولِ پاکؐ کو حاجت نہیں کوئی
غیروں کا انتظار سراسر عذاب ہے — توہینِ آنحضورؐ رسالت مآب ہے
پیں منکرینِ ختمِ نبوت ہیں آپ ہی — عیسےٰ یہ آپ کے ہیں نبی غیر اُمتی
اُمت کو اِک نبی کا تھا شدت سے انتظار — ہوتا تھا اُس کا ذکر مساجد میں بار بار
سب کچھ تھا اس بشارتِ عظمیٰ پہ منحصر — اب اختلاف اس میں اگر ہے تو اس قدر
کہتے تھے آپ اُترے گا وہ آسمان سے — ظاہر کیا خدا نے مگر قادیان سے
افسوس! یہ ہے آپ کا انصاف و انتقاد — اتنی سی بات پہ ہمیں کافر بنا دیا

تقریر مختصر یہ مری ختم جب ہوئی — کہنے لگے ز راہِ تبختر وہ شیخ جی
سُن لیں گے پھر بھی جو ملے ہم تمہاری بات — جانے دو اب کہ ہونے کو آئی ہے نصف رات
گھر دور ہے اکیلے ہیں اہل و عیال بھی — اپنی تو خیر! ہے مجھے اُن کا خیال بھی
یہ کہہ کے شیخ اپنا سا مُنہ لیکے چل دیئے — گویا نشانِ فتح و ظفر دیکے چل دیئے

القصہ یوں وہاں یہ حقیقت عیاں ہوئی

کافر نہیں ہیں مومن و صدیق احمدی

مرزا مغفور احمد صاحب
سٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ

بعض نوجوان صحابہؓ کے کارنامے

زندہ قوموں کے لئے اُن کے اسلاف کے تابناک کارنامے تازیانے کا کام کرتے ہیں لیکن پورا فائدہ اُسوقت ہوتا ہے جب قوم کے افراد اپنے اسلاف کے نقش قدم پر پورے خلوص کے ساتھ چلنے کی پوری کوشش کریں! ورنہ صرف قصے کہانی کے طور پر اسلاف کے کارناموں کا ذکر کرنا اُنکے کفن، استخوان اور قبریں بیچ کر کھانے کے مترادف ہے! اس مضمون کے مطالعہ سے پہلے آیئے عہد کریں کہ ہم محض اسلاف پرستی اور استخوان فروشی کی بجائے اپنے جلیل القدر اسلاف کے مقدس نقوشِ قدم پر گامزن ہونے کی پوری کوشش کریں گے! (انشاء اللہ تعالیٰ)

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ انسانِ کامل، حضرت فخرِ موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے اور بہترین قوم ــــ صحابہؓ کی قوم تھی! جس طرح شمع بے مثال تھی، اُسی طرح اس پر فدا ہونے والے پروانے بھی عدیم المثال جذبۂ عشق و ایثار کے حامل تھے۔ یہ وہ قوم تھی جس کے متعلق خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ــــ "اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے"!! اگر غور کیا جائے تو یہ بڑا ہی مشکل مقام ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نظر سے انہوں نے یہ سیکڑوں دشتیں طے کر لیں!! اپنے صحابہ کرامؓ کے متعلق خود سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں ان میں کسی کے پیچھے چل پڑو فلاح پا جاؤ گے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تاریک و تار رات میں بھٹکے ہوئے مسافر کو ستاروں کی ضیاء سے راستہ ملتا ہے اسی طرح ان ستاروں کی روشنی سے اس دنیوی زندگی کی تاریک رات میں آستانۂ الٰہی سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراطِ مستقیم کی نشاندہی ہوتی ہے۔!

آفتابِ رسالت کے ظہور سے پہلے یہ دنیا تاریک تھی۔ خصوصاً عرب کی روحانی، مذہبی، علمی، اخلاقی، معاشرتی اور تہذیبی حالت سخت خراب تھی۔ اُس زمانے کے خراب حالات کی کھلی ہوئی کتاب ہر متجسس نگاہ کے سامنے ہے۔ بُت پرست، گمراہ، عیاش، ذرا ذرا بات پر خون کی ندیاں بہانے والے ــــ یتیموں کا مال کھانے والے، مے خوار بلکہ بلانوش، قمار باز..... غرض ہر لحاظ سے حالت ناقص تھی۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کی تاثیر ظاہر ہوئی اسی خاکستر سے چنگاریاں نکلیں۔ یہی چنگاریاں چراغ بنیں۔ یہی چراغ ستارے بنے!! ان کی روشنی اور ضیاء سے تاریک دنیا منور ہو گئی ــــ ان لوگوں نے

دنیا کو نئی روحانی، اخلاقی، علمی، معاشرتی اور تہذیبی قدریں
عطا کیں۔ دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ ظلم کی قبا چاک کر ڈالی۔
مغرور سروں کے تاج روند ڈالے ——— انسانیت کا
پرچم لہرا دیا ——— !! یہ کون لوگ تھے ——— انہوں
نے کس طاقت کے بل بوتے پر یہ انقلاب برپا کیا، وہ انقلاب
جو قیامت تک کسی سے برپا نہ ہو سکے گا ——— یہ مٹھی بھر
لوگ ——— حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے
——— ان میں سے چند نوجوان صحابہ کے کردار پر نگاہ ڈالیے
——— اور ساتھ ساتھ سوچئے کہ ہم ان عظیم انسانوں سے
ایک خاص نسبت رکھتے ہیں ——— کیا یہ عشق، یہ ولولۂ عمل،
یہ دینی غیرت، یہ خلوص ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے یا
نہیں؟ غالب نے ایک جگہ لکھا ہے ؎

"آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا"

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ انسان بننے میں بقول
حالیؔ محنت زیادہ لگتی ہے" مگر اس سے بھی کٹھن مرحلہ مسلمان
بننا ہے۔ بنیادی طور پر مسلمان کا وجود ——— "عشقِ خدا"
——— "عشقِ رسولؐ" اور "باہمی محبت" سے عبارت ہے۔
ان بنیادی خواص کا الٰہی جماعت کے افراد میں بدرجہ اتم
موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ اب میں بعض نوجوان
صحابہ کے ایمان افروز واقعات پیش کرتا ہوں جن
سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صفات کس طرح اُن کے رگ و پے
میں سرایت کر چکی تھیں۔

عشقِ خدا

عشق کا بنیادی خاصہ "غیر معمولی قربانی"
ہے۔ اہلِ عشق اعلیٰ مقصد کی خاطر اپنا
مال، عزت، جذبات، حتیٰ کہ عزیز ترین متاع جان تک
قربان کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ عاشقانہ کیفیت خدا تعالیٰ
کی خاطر مسلمان کے دل پر وارد نہ ہو وہ پاک نہیں ہو سکتا۔

نفسیات سے واقفیت رکھنے والے سمجھتے ہیں
کہ بعض جذبے کتنے شدید ہوتے ہیں اور انسانی دل و دماغ
اُن کے اثر سے آزاد نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان میں "ماں سے محبت
کا جذبہ" بھی شامل ہے۔ ایک صحیح الدماغ انسان ماں کی
بے پناہ محبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور اس کے دل
میں ردِ عمل کے طور پر فطری محبت کا سمندر موجزن رہتا
ہے۔ عام حالت میں ماں کو چھوڑنا اور نظر انداز کرنا بہت
ہی مشکل چیز ہے لیکن اسلام کے ایک جانباز سپاہی حضرت
سعد بن ابی وقاصؓ کی مثال لیجئے۔ اُنیس برس کی عمر میں
آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی والدہ کو اس کا علم ہوا
تو اُس نے کہا جب تک سعد نئے دین کو نہ چھوڑے گا میں
نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ ہی پانی کا ایک گھونٹ حلق سے
نیچے اُتاروں گی اور نہ ہی سعد سے بات چیت کروں گی۔
اُس عورت نے اپنی قسم کو پورا کیا یہاں تک کہ تیسرے
دن بھوک، پیاس اور غم کی شدت سے بے ہوش ہو گئی۔
اُسے اپنے سعادت مند اور فرمانبردار بیٹے سعدؓ سے پوری
اُمید تھی کہ وہ اُس کی حالتِ زار کو برداشت نہ کر کے خدا
کی توحید اور محمدؐ کی رسالت سے انکار کر دے گا۔ مگر کیا
انہوں نے خدا کو نظر انداز کر کے اپنے جذبے کی پیروی کی؟
نہیں۔ حضرت سعدؓ نے یہ رقت آفریں منظر دیکھ کر بھی خدا کی
وحدانیت اور رسول کریمؐ کی رسالت کا اقرار ہی کیا، ماں
کی آہ و زاری بے اثر ثابت ہوئی اور اُن کا گداز دل خدا کی
خاطر پتھر ہو گیا ——— انہوں نے عشقِ الٰہی کے جذبے سے

سرشار حالت میں اپنی ماں سے کہا:-

"اگر تمہارے قالب میں سو جانیں ہوں اور ہر ایک جان نکل جائے تب بھی سعد اپنے دین کو نہیں چھوڑے گا۔"

دنیا میں ماں کا رشتہ سب سے عزیز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک نوجوان صحابی نے اسے بھی اپنے مولیٰ کی رضا کی خاطر نظر انداز کر دیا!!

عشقِ رسولؐ

جنگِ اُحد کے موقع پر بعض مسلمانوں کی کوتاہی کی وجہ سے کفارِ مکہ نے پلٹ کر دوبارہ درّے سے بکھرے ہوئے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد بہت کم صحابہؓ رہ گئے تھے۔ دشمن کی طرف سے آنحضرتؐ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ ایسی حالت میں جان نثار صحابہؓ آپؐ کی حفاظت کا فرض ادا کر رہے تھے ایک نوجوان صحابی —— حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ حضورؐ کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھا ہوا تھا اور اس طرف آنے والے تیروں کو وہ اپنے ہاتھوں پر روک رہے تھے ایسے عالم میں تیر اُن کے ہاتھ، بازو اور جسم میں چُبھ جاتے مگر وہ اُف تک نہ کرتے —— بعد میں اُن سے پوچھا گیا کہ جب آپ کو تیر لگتا تھا تو آپ "اُف" کیوں نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اس خیال سے اُف نہیں کرتا تھا کہ کہیں ہاتھ نہ ہل جائے اور آنحضرتؐ کو کوئی گزند پہنچے ——!!

اس والہانہ محبت کی ایک اور نادر مثال لیجئے جنگِ بدر کے موقع پر آنحضرتؐ صحابہ کی صفیں ایک تیر کے ساتھ درست کر رہے تھے۔ سوادؓ نامی ایک نوجوان صحابی کو اُس تیر کی لکڑی لگ گئی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کی:-

"یا رسول اللہ! آپ اللہ کے رسول ہیں مگر آپ نے مجھے بے وجہ تیر مارا ہے مَیں تو اس کا بدلہ لوں گا۔"

یہ الفاظ سنتے ہی باقی صحابہ کا خون کھول اُٹھا۔ وہ چاہتے تھے کہ سوادؓ کی گردن اُڑا دیں مگر آنحضرتؐ کے ادب کی وجہ سے کچھ کر نہ سکے۔ یہ سُن کر عدل و انصاف اور رحم و کرم کے اس بے مثال پیکر نے اپنا پاک سینہ آگے کر دیا اور سوادؓ سے فرمایا کہ بدلہ لے لو —— سوادؓ نے عرض کی کہ میرا سینہ تو برہنہ تھا آپ بھی کپڑا اٹھا لیجئے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے اپنے مبارک سینے سے کپڑا اٹھا لیا۔ حضرت سوادؓ نے کیا کیا —— ؟ آپ پروانہ وار آگے بڑھے اور آنحضرتؐ کے سینے کو عاشقانہ بے خودی کے عالم میں چوم لیا —— آنحضرتؐ نے معاملہ دیکھا تو مُسکرا کر پوچھا یہ حرکت کیوں کی —— جواب میں حضرت سوادؓ نے بھرّائی ہوئی آواز میں عرض کی:-

"یا رسول اللہ! ابھی تھوڑی دیر کے بعد ایک زبردست دشمن کے ساتھ جنگ شروع ہونے والی ہے معلوم نہیں اس جنگ میں کون زندہ رہتا ہے اور کون شہادت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال تھا کہ پتہ نہیں پھر اس مقدس وجود کو چھونے کا موقع ملتا بھی ہے

یا نہیں اس لئے ہمیں نے یہ ترکیب سوچی!"

باہمی محبت

خدا اور رسولؐ سے عشق کے نتیجہ میں سچا مسلمان اپنے بھائیوں کے مقام کو سمجھنے لگتا ہے اور یہ احترامِ انسانیت اُس کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ اپنے بھائیوں کے لئے ہمدردی اور خلوص کے جذبات اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ زندگی میں اُن سے حُسنِ سلوک کرتا ہے۔ موت کے بعد بھی اُن سے حُسنِ سلوک کرتا ہے۔ وہ دوسرے بھائیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اگر تکلیف پہنچے تو عفو سے کام لیتا ہے۔ نوجوانی میں انسانی رگوں میں گرم خون گردش کرتا ہے اور جوشِ جنون میں مقامِ انسانیت نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن عرب کے بادیہ نشینوں کے دل جہاں عشقِ خدا اور عشقِ رسولؐ سے لبریز تھے وہاں اُن میں اپنے بھائیوں کی محبت اور غمخواری بھی پوری طرح موجزن تھی۔ دو سادہ سے واقعات عرض ہیں ــــــ

حضرت رسول کریمؐ کے چچا حضرت حمزہؓ نے جنگِ اُحد میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہؓ نے اپنے بیٹے حضرت زبیرؓ کو حضرت حمزہؓ کے کفن کے لئے دو چادریں دیں۔ حضرت حمزہؓ کی تکفین کے وقت پاس ہی ایک انصاری کی لاش پڑی تھی جس کے لئے کفن نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر اُس نوجوان صحابی کے دل میں انسانی محبت کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ اُنکے ماموں کو تو دو چادریں دی جائیں اور ان کا ایک مومن بھائی کفن کے بغیر ہی آسودہ خاک کر دیا جائے۔ اس نوجوان نے جھٹ ایک چادر اس انصاری شہید کے لئے علیحدہ کر دی

ادھر ایک چادر حضرت حمزہؓ کے لئے ناکافی ثابت ہوئی۔ سر ڈھانکتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے، پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا ــــ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال کر سپردِ خاک کر دو!!

ہائے وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو مُردوں میں بھی امتیاز گوارا نہیں تھا!!

حضرت حذیفہؓ بن الیمان ایک نوجوان صحابی تھے آپ جنگِ اُحد میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے۔ ایک دفعہ مسلمانوں اور مشرکینِ مکہ کے درمیان اُن کے والد آ گئے۔ حذیفہؓ نے آواز دی، دیکھنا سامنے میرے والد ہیں۔ مگر جنگ کے زور و شور میں کسی نے یہ آواز نہ سُنی اور آپ کے والد ایک مسلمان کے ہاتھ سے نادانستہ طور پر شہید ہو گئے۔ جب حضرت حذیفہؓ کو پتہ چلا تو صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے ــــ "یغفر اللہ لکم" اور کسی سے جھگڑا نہ کیا۔ اپنے پیارے باپ کی موت کو نہایت صبر سے برداشت کر لیا۔ یہ بظاہر معمولی واقعہ ہے مگر اس قوم کا پس منظر اگر پیشِ نظر ہو تو یہ صحابہ میں اُس عظیم الشان تغیر کا ثبوت ہے جو آنحضرتؐ کی قوتِ قدسیہ کی وجہ سے ظہور میں آیا۔ یہ وہ قوم تھی جو پانی پینے پلانے اور گھوڑا آگے بڑھانے پر اعلانِ جنگ کر دیتی تھی اور چالیس چالیس سال تک یہ آگ دہکتی رہتی تھی، اور پُشت در پُشت یہ جذبۂ انتقام چلتا ہی چلا جاتا تھا

ربوہ کے تعلیمی اداروں کا تعارف ۲

تعلیم الاسلام ہائی سکول

۱۔ قیام جنوری سنہ ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں ایک سکول کی بنیاد رکھی اور اس کا نام "تعلیم الاسلام" تجویز فرمایا۔ ابتدا میں یہ سکول پرائمری درجے تک رہا۔ پھر بہت جلد مڈل تک ہو گیا۔ لیکن سنہ ۱۹۰۰ء میں ہائی درجے تک ترقی کر گیا۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء میں باقاعدہ طور پر اسے منظور شدہ سکولوں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا۔

غرض و غایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمان ذریت کو عصرِ حاضر کے پھیلائے ہوئے وساوس سے بچانے اور اسے اسلام کی خوبیوں سے روشناس کرنے کے لئے یہ سکول جاری فرمایا۔ حضورؑ نے سنہ ۱۹۰۵ء میں سکول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہمارا منشاء اس مدرسہ کے قائم کرنے سے یہ نہیں ہے کہ لوگ رواجی علوم حاصل کر کے اپنے دنیوی کاروبار میں مصروف ہو جائیں بلکہ ہمارا اصل منشاء یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کو سمجھیں اور دوسروں کو سمجھا سکیں۔ اور نیکی اور تقویٰ کا نمونہ دنیا میں قائم کریں۔" (البدر قادیان ۔ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء)

چنانچہ اپنے آغاز سے لے کر اب تک سکول اپنے قیام کی غرض و غایت کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء تک قادیان میں یہ مشعلِ علم فروزاں رہی۔ اُس وقت قادیان کا سکول پنجاب کے چند بہترین سکولوں کی فہرست میں شامل تھا۔ احمدی طلبہ کے علاوہ کافی تعداد میں غیر احمدی طلبہ بھی باہر سے تعلیم پانے کے لئے وہاں آتے۔ ہجرت کے بعد سکول چنیوٹ میں چار سال تک جاری رہا۔ اپریل سنہ ۱۹۵۲ء میں نئے مرکز ربوہ میں منتقل ہو گیا۔

نظامِ عمومی تعلیم الاسلام ہائی سکول براہِ راست صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ہے۔ نظارتِ تعلیم اس کی راہ نمائی اور نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس وقت سکول میں ۲۶ اساتذہ کام کر رہے ہیں جو تقریباً سارے ٹرینڈ ہیں۔ ان میں بارہ ٹرینڈ گریجوایٹ ہیں (جن میں سے تین ایم ایڈ کے درجے تک تربیت یافتہ ہیں) سکول کا پرائمری حصہ علیحدہ ہے جس کی بلڈنگ محلہ دارالرحمت وسطی میں ہے۔ ہائی سکول شارع جامعہ پر جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج کے درمیان واقع ہے۔ ششم سے دہم تک کی جماعتیں ہائی سکول کی عمارت میں پڑھتی ہیں ان تمام جماعتوں کے تین تین فریق ہیں۔ اساتذہ طلبہ کو قومی امانت

سمجھتے ہوئے نہایت ذوق و شوق سے پڑھاتے ہیں۔ اس خصوصی ماحول پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز میاں عبد العزیز صاحب نے فرمایا تھا :-

"اساتذہ اور طلبہ میں باپ بچوں کی سی
شفقت اور محبت کا سلوک پایا جاتا ہے
تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے
استاد اور شاگرد میں ایسے ہی تعلق کی
ضرورت ہے"

۴۔ دینیات کی خصوصی تعلیم

قیام کی غرض و غایت کو پورا کرنے کیلئے مروجہ علوم کے ساتھ ساتھ سکول میں دینیات کی خصوصی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہ طلبہ جو ابتداء سے اس مرکزی سکول سے وابستہ ہوں دسویں جماعت پاس کرنے کے ساتھ قرآن مجید باترجمہ پڑھ جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی تدریس کے علاوہ احادیث اور جماعتی لٹریچر سے بنیادی معلومات بھی بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی اخلاقی حالت کو بھی سنوارنے کی پوری سعی کی جاتی ہے۔ بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے طلبہ کے لئے خاص طور پر تربیتی پروگرام ہے جس میں نماز باجماعت، اسوۂ ماثورہ، اور دیگر اسلامی اخلاق پر خاص طور پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔

۵۔ روایات

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی روایات بفضلہ تعالیٰ نہایت تابناک ہیں۔ دینیات کی خصوصی تعلیم اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اب تک سکول کو بعض جلیل القدر شخصیتوں کی قیادت میسر رہی ہے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ، حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولوی محمد الدین صاحب، حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، محترم اخوند عبد القادر صاحب، محترم سید سمیع اللہ شاہ صاحب، حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ، محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب، ایسے اصحاب سکول کے ہیڈ ماسٹر رہ چکے ہیں۔ ان اصحاب کی محنت، خلوص اور جذبۂ عمل سے سکول کا ماضی انتہائی روشن اور تابناک ہے۔ اس وقت تک تبلیغ اسلام کے میدان میں جو مجاہدین کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے ہیں یا دے رہے ہیں اُن کی اکثریت نے ابتدائی تربیت اسی سکول میں پائی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ان "اولڈ بوائز" پر فخر کر سکتا ہے! کوشش کی جاتی ہے کہ یہ روایات ہمیشہ زندہ رہیں اور طلبہ بزرگوں اور پیشرؤوں کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔!!

۶۔ عام تعلیمی حالت اور سالانہ نتائج

دینی تعلیم و تربیت کو اپنا اصل مقصود قرار دینے کے ساتھ ساتھ سکول خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر دور میں عمدہ نتائج دکھاتا رہا ہے۔ اس لحاظ سے بھی سکول کا ماضی اور حال دونوں منور ہیں بعض مشکلات اور دشواریوں کے باوجود سکول کو نتائج کے اعتبار سے بھی اپنا مقام پیدا کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے چند سال ہوئے اس سکول کے ایک طالب علم نے یونیورسٹی بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح مختلف مواقع پر طلبہ یونیورسٹی اور بورڈ میں تیسری، پانچویں اور چھٹی پوزیشن بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس سال بھی نتائج نہایت

شاندار رہے یعنی محکمہ تعلیم کے امتحان مڈل میں نتیجہ سو فیصد رہا۔ امتحان میٹرک کا نتیجہ ۹۷ فیصد تھا۔ گیارہ طلبہ نے وظائف کے معیار تک نمبر لئے اور پچاس فیصد سے زائد طلبہ نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔

۷۔ تجربہ گاہیں

سائنسی مضامین کو پوری پوری اہمیت دی جاتی ہے۔ جدید تدریسی اصولوں کے پیش نظر تدریس سائنس میں سمعی و بصری اعانات کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سکول کی تجربہ گاہیں سائنسی سامان سے لیس ہیں اور ہر سال اس میں زر کثیر کے صرف سے خاطر خواہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ سکول کا اپنا چھوٹا سا میوزیم بھی ہے جس میں طلبہ کے تیار کردہ سائنسی آلات اور جمع کردہ نوادر رکھے جاتے ہیں۔ امسال انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ لاہور کے بعض امریکن ماہرین تعلیم کے وفد نے سکول کی تجربہ گاہیں دیکھیں اور انہیں ہر لحاظ سے معیاری قرار دیا اور طلبہ کے ذوق و شوق اور ادراک و فہم کی داد دی اور وزیٹر بک پر نہایت حوصلہ افزا ریمارکس لکھے۔

۸۔ علمی و ادبی سرگرمیاں

طلبہ کی بھرپور نشوونما سکول کے تعلیمی و تربیتی لائحہ عمل کا مرکزی نقطہ ہے۔ ان میں احساس ذمہ داری، صحیح ادبی ذوق، انتظام و انصرام کی صلاحیت اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے طلبہ کی فریق وار ادبی تنظیمیں موجود ہیں۔ سکول کی "سٹوڈنٹس یونین" بھی ہے جو تمام طلبہ کی نمائندہ ہے۔ طلبہ ہر جمعرات کو فریق وار اپنے اپنے ادبی اجلاس منعقد کرتے ہیں جن کی صدارت کے فرائض طلبہ ہی کے منتخب نمائندے سرانجام دیتے ہیں۔ طلبہ میں تقریر کی صلاحیت پیدا کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ تقریری مقابلوں اور مباحثوں میں سکول کے مقررین نے ہمیشہ انعامات لئے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال بھی ضلع جھنگ کے انٹر سکول تقریری مقابلے میں اس سکول کا مقرر اول انعام کا مستحق قرار پایا۔ گزشتہ سال سٹوڈنٹس یونین کے پہلے مباحثے کی کامیابی پر ڈپٹی ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز نے خاص طور پر طلبہ کی صلاحیتوں کو سراہا! گاہے گاہے سکول میں مبلغین کرام، بزرگان جماعت، علماء سلسلہ اور بیرونی مہمانوں کو بلا کر تقاریر کروائی جاتی ہیں۔ طلبہ کے علمی و ادبی مقابلے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

۹۔ لائبریری

سکول کی عمدہ لائبریری ہے جسے از سر نو مرتبہ کیا جا رہا ہے۔ اس میں دینی، علمی ادبی اور معلوماتی کتب کے علاوہ ابتدائی جماعتوں کے طلبہ کے لئے سبق آموز کہانیوں کی کتابوں کے کئی سیٹ بھی موجود ہیں۔ ہر سال کتب کی تعداد میں معقول اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ امسال امریکن طلبہ نے ایشیا فاؤنڈیشن کے توسط سے دو صد سے زائد کتب کا تحفہ بھجوایا ہے۔ طلبہ اور اساتذہ لائبریری سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ کھیلیں

سکول کے منتظمین طلبہ کی جسمانی نشوونما سے غافل نہیں۔ سکول میں کھیلوں پر بھی پوری توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ اس وقت سکول میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی نگرانی میں ایک "سپورٹس کمیٹی" قائم ہے جس کا کام سکول کے طلبہ میں کھیلوں کے معیاری ذوق کو پروان چڑھانا ہے۔ اس کے زیر اہتمام انٹر ہاؤس ٹورنامنٹ ہوتے ہیں۔ اس وقت سکول میں ہاکی، کرکٹ، باسکٹ بال، .... والی بال،

فٹ بال ..... وغیرہ کھیلوں کی ٹیمیں قائم ہیں جو ضلعی مقابلوں میں حصہ لیتی ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیمیں ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ کے ضلعی مقابلوں میں چیمپین شپ جیت چکی ہیں۔ اسی طرح آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں امسال باسکٹ بال میں بھی، بورڈ کی چیمپین ٹیم کو شکست دیکر سکول سیکشن کی چیمپین شپ حاصل کی۔

۱۱۔ دارالاقامہ

سکول کے احاطے میں ہی بورڈنگ ہاؤس کی عمارت موجود ہے۔ جو ۲۰ × ۱۸ رقبہ کے پندرہ کمروں پر مشتمل ہے۔ ہر کمرہ میں دس طلبہ کی رہائش کا انتظام ہے۔ جہاں ہر طالب علم کو ایک چارپائی اور الماری مہیا کی جاتی ہے۔ بورڈنگ ہاؤس کے نظام کو بہتر طور پر چلانے کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ، ہر بیس طلبہ پر ایک مربی (ٹیوٹر) دو خادم طفلاں، ایک کلرک ..... اور دیگر ضروری عملہ موجود ہے۔

● **خوراک**۔ بورڈران کے لئے ایک وقت ناشتہ اور دو دفعہ کھانے کا پروگرام ہوتا ہے جسے طلبہ کی مقررہ کمیٹی چلاتی ہے۔

● **انتظامیہ**۔ ایک مربی کی قیادت میں بورڈران کی منتخب کردہ کمیٹی ان کے باہمی نزاع اور بورڈنگ کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی سے متعلق امور کا طے شدہ اصولوں کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ خود اس فیصلہ کا نفاذ کرتا ہے۔

● **دینی تربیت**۔ بورڈنگ ہاؤس میں درس قرآن مجید واحادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاص اہتمام ہے جو صبح، عصر اور مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ مرکز میں وقتاً فوقتاً اصلاحی، تربیتی اجلاس ہوتے رہتے ہیں جن میں مربی صاحبان کی نگرانی میں تمام بورڈران شامل ہو کر استفادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بورڈنگ ہاؤس میں بھی بزرگان سلسلہ اور غیر ممالک میں جانے اور آنے والے مجاہدین کو مدعو کر کے ان کی نصائح اور رُوح پرور تاثرات سے بورڈران کو مستفیض کیا جاتا ہے۔ پندرہ سال سے بڑی عمر کے احمدی بچے کو مجلس خدام الاحمدیہ اور اس سے کم عمر کے احمدی بچے کو مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بنایا جاتا ہے اور ان مجالس کے گوناگوں تربیتی پروگراموں سے وابستہ رکھا جاتا ہے۔ بزم ادب اور بزم حسن بیان میں بچوں کو تقریروں کی تربیت دی جاتی ہے۔

● **جسمانی تربیت**۔ ہر بورڈر کے لئے کم از کم کسی ایک کھیل (ہاکی، فٹ بال، کرکٹ) میں حصہ لینا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ کامن روم میں انڈور گیمز پنگ پانگ، کیرم بورڈ، ڈیکٹینس وغیرہ کا بھی انتظام ہے۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ بھی ہوتے ہیں۔

۱۲۔ "اطلاع نامہ"

طلبہ کی سرگرمیوں اور ان کے فلاح و بہبود کے لئے سکول کے تعمیری اور رفاہی منصوبوں سے طلبہ، والدین اور عوام کو آگاہ کرنے کے لئے سکول کی طرف سے ہر ماہ ایک "اطلاع نامہ" سائیکلو سٹائل کر کے تقسیم کیا جاتا ہے! اسی خبر نامے کے ذریعے طلبہ کو ڈیٹ شیٹ، ٹائم ٹیبل اور ضروری خبریں اور اطلاعیں دی جاتی ہیں۔

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام ہائی سکول ڈویژن کے معیاری سکولوں کی صف اول میں شمار ہوتا ہے!!

بیادگار قیام پاکستان

رحمان محمود

"پرچم ستارۂ ہلال"

دنیا کے مختلف ممالک کے اپنے اپنے مخصوص جھنڈے ہیں۔ بظاہر ہر ملک کا پرچم بعض رنگدار ٹکڑوں پر مشتمل ایک عام کپڑا ہی ہوتا ہے مگر عزت اور محبت کی وجہ سے اس عام کپڑے کو خاص اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر قومی پرچم ہر قوم کی روایات اور نظریات کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے۔ روسی جھنڈے پر ہتھوڑے اور درانتی کا نشان ایک خاص مزدور پرست تحریک کے ذہن کی عکاسی کر رہا ہے۔ امریکہ کے پرچم پر ستاروں کی تعداد متحدہ ریاستوں کی تعداد کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اسی طرح بعض اسلامی ممالک کے جھنڈوں میں ہلال کی علامت رُوحِ اسلامی کی غمازی کر رہی ہے۔ غرض مختلف ملکوں کے جھنڈے اپنے دامن میں بہت کچھ سمیٹے ہوتے ہیں۔

پاکستانی پرچم

جب پاکستان کا خواب نامساعد حالات کے باوجود شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر آیا تو ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی میں لیاقت علی خان مرحوم نے "پاکستانی پرچم" کو منظوری کے لئے پیش کیا۔ چونکہ قومی پرچم مسلم لیگ کے جھنڈے سے گہری مشابہت رکھتا تھا اس لئے اسمبلی کے ایک غیر مسلم رُکن کامنی کمار دتہ نے سب سے پہلے اس پر یہ اعتراض کیا کہ یہ مسلم لیگ کا جھنڈا ہے اسے پاکستانی جھنڈا قرار نہیں دیا جا سکتا، پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو اس میں کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ـــ اس اعتراض کے جواب میں لیاقت علی خان مرحوم نے بتایا کہ سفید رنگ (جو درحقیقت سفید روشنی کی طرح سات مختلف رنگوں کا حسین امتزاج ہے) اقلیتوں کی نمائندگی کر رہا ہے۔ اس وضاحت کے بعد اس جھنڈے کو منظور کر لیا گیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو یہ سب سے پہلے لہرایا گیا۔ پاکستان میں تو ہر جگہ لہرایا گیا۔ سب سے پہلے پاکستانی سکاؤٹوں نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے دن بیرونی دنیا کو بھی اس پرچم سے روشناس کرایا۔ یہ ایک علیحدہ داستان ہے جو کافی دلچسپ ہے ـــ

اُن دنوں فرانس میں پیرس کے قریب جمبوری ہو رہی تھی۔ متحدہ ہندوستان سے ایک سو پچاس سکاؤٹ گئے ہوئے تھے۔ ان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے علاوہ سکھ اور عیسائی بھی تھے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو صبح سات بجے پرچم کشائی کا وقت مقرر تھا۔ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے مسلمان سکاؤٹ دو تین دن پہلے باقی ہندوستانی سکاؤٹوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور جمبوری کے منتظمین کو اپنی علیحدگی کی اطلاع بھی دیدی تھی۔ جمبوری نے پاکستان کا پرچم مانگا تو انہوں نے مسلم لیگ کا جھنڈا دیدیا جسے جمبوری کے منتظمین نے

ایک سیاسی پارٹی کا جھنڈا قرار دیکر رد کر دیا۔ حسنِ اتفاق سے اس پریشانی کے عالم میں ۱۳؍ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کو ان سکاؤٹوں کو اخبار کے ذریعے پاکستانی پرچم کا علم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے جوشِ جنوں میں اپنی سبز رنگ کی پگڑیاں اور سفید قمیصیں پھاڑ ڈالیں مگر پھر بھی جھنڈا صحیح طور پر نہ بن سکا۔ آخر کار وہاں گرل گائیڈز نے از سرِ نو جھنڈا تیار کیا جسے ۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی مرتبہ دوسرے ستر ممالک کے ساتھ لہرایا گیا!! یہ تاریخی جھنڈا پاکستانی سکاؤٹس کے نیشنل ہیڈ کوارٹرز (کراچی) میں آج بھی محفوظ ہے!!

قومی پرچم کی ساخت

مناسب معلوم ہوتا ہے قومی پرچم کی ساخت کے متعلق کچھ بنیادی معلومات پیش کر دی جائیں۔ ساخت کے لحاظ سے ہم اپنے پرچم کو دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

(۱) کپڑا (۲) چاند تارا۔

کپڑا

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہمارے قومی پرچم میں دو رنگ ہیں۔ ایک سفید اور دوسرا سبز۔ جھنڈے کے طول و عرض میں تین اور دو کی نسبت ہے۔ سبز اور سفید حصّے میں تین اور ایک کی نسبت ہے جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔

۱ ۳

۲ سفید حصّہ سبز حصّہ

۴
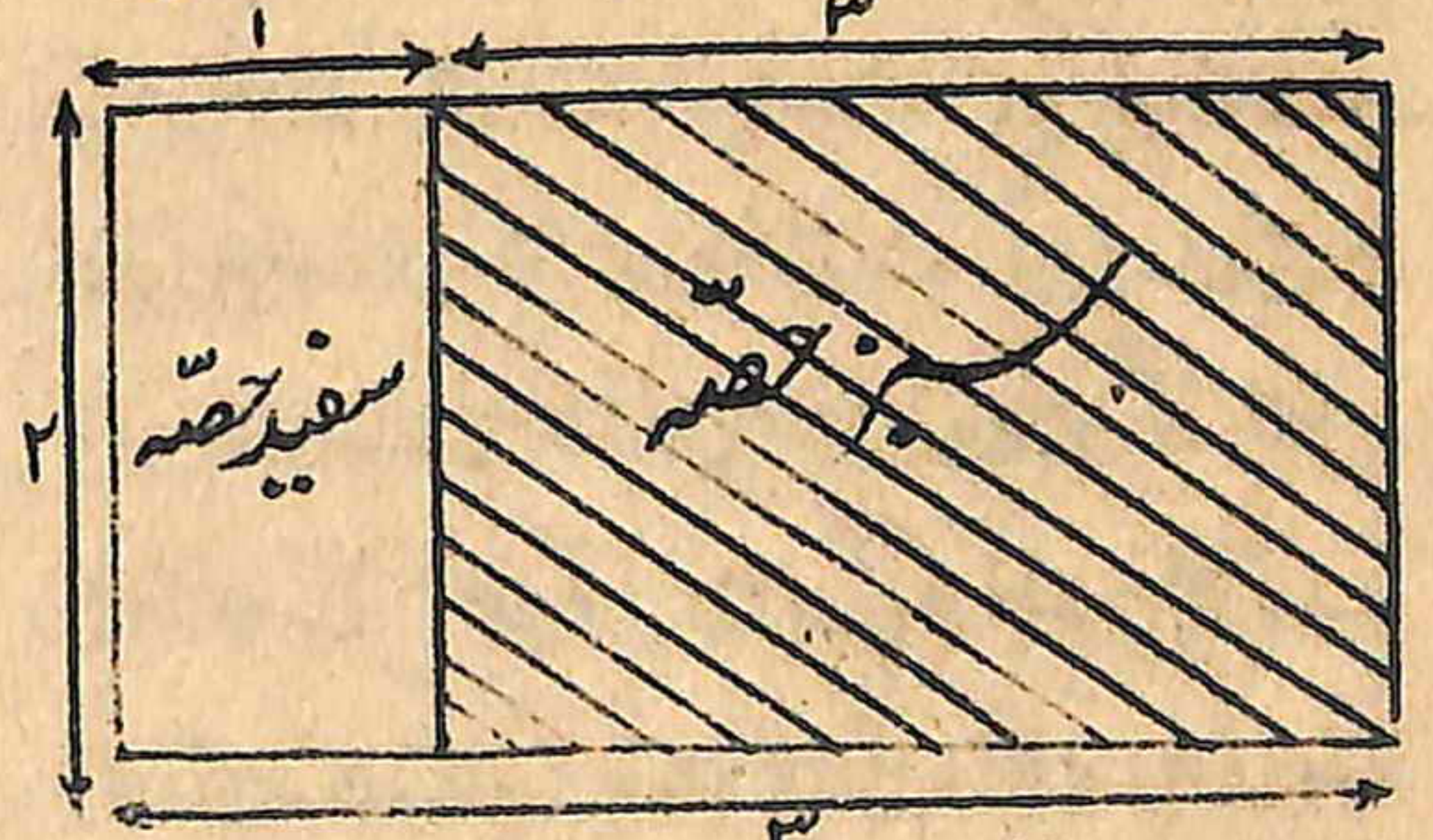
چاند تارا

ممکن آپ کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ چاند تارا قومی پرچم پر آپ اپنی خواہش کے مطابق بنا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ حکومت نے اس غرض کے لئے "خاص فارمولے" بنا رکھے ہیں۔ اس غرض کے لئے آپ کو تین دائروں کی ضرورت پڑے گی۔

پہلے دائرے کا نصف قطر = جھنڈے کی چوڑائی × ۳ / ۲۰

دوسرے دائرے کا مرکز = جھنڈے کی چوڑائی × ۱۳ / ۲۰

دوسرے دائرے کا نصف قطر = چوڑائی × ۱۰۱ / ۴

ان فارمولوں کو مدِ نظر رکھ کر دائرے لگائے جاتے ہیں اور چاند کی شکل بن جاتی ہے۔ ہمارے پرچم پر موجود ستارے کے پانچ کونے ہیں۔ ستارے کے دائرے کا مرکز اس فارمولے سے نکالا جاتا ہے = چوڑائی × ۱ / ۱۰

قومی پرچم کے آداب

۱۔ بند جھنڈے کو کبھی سلامی نہیں دینی چاہیئے۔

۲۔ قومی پرچم کسی انسان کے آگے جھکایا نہیں جا سکتا خواہ وہ ملک کا صدر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ محکموں اور صوبوں کے جھنڈے جھکائے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح فوجوں کے پرچم بھی جھکائے جا سکتے ہیں۔

۳۔ طلوعِ آفتاب سے قبل جھنڈا لہرانا نہیں چاہیئے۔ اسی طرح غروبِ آفتاب سے پہلے اُتار لینا چاہیئے۔ جھنڈے کے اُوپر سورج غروب نہیں ہونا چاہیئے۔ قومی پرچم ہمیشہ دن کی روشنی ہی میں لہرایا جاتا ہے۔

۴۔ قومی پرچم اگر بدرنگ ہو جائے یا حکومت کے فارمولوں کے مطابق نہ ہو تو اس کو لہرانا مناسب نہیں۔

۵۔ قومی پرچم اگر خراب ہو جائے یا ناقابلِ استعمال صورت

اختیار کر لے تو اُسے تلف کر دینا چاہیئے، جلا دینا چاہیئے یا دریا بُرد کر دینا چاہیئے۔ اگر یہ مناسب نہ ہو تو دفن کر دینا چاہیئے۔ مگر یہ کارروائی لوگوں کے سامنے نہیں ہونی چاہیئے۔

۶۔ مارچ پاسٹ کے وقت قومی جھنڈا سب سے آگے ہونا چاہیئے۔

۷۔ ان سرکاری عہدیداروں کو اپنی کاروں پر قومی پرچم لہرانا چاہیئے جنہیں بر اعزاز حکومت نے دے رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ تانگے یا ٹیکسی پر قومی پرچم آویزاں کر دیا جائے۔

۸۔ ملک کے کسی بڑے لیڈر کے جنازے پر ملک کا جھنڈا ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ قدم عزت افزائی کے لئے اٹھایا جاتا ہے۔ پاکستانی پرچم کا سفید حصہ ایسی صورت میں سر کی جانب ہوگا اور سبز حصہ پاؤں کی سمت۔

۹۔ بین الاقوامی تقاریب اور اجتماعات کے موقعوں پر تمام ملکوں کے جھنڈے برابر اونچائی پر لہرانے چاہئیں۔

۱۰۔ اگر ملک کے اندر کوئی اجتماع ہو جس میں مختلف شعبوں اور تنظیموں کے جھنڈے آئے ہوں تو قومی پرچم درمیان میں لہرانا چاہیئے۔ نیز یہ پرچم دوسرے جھنڈوں سے بقدر اپنے عرض کے اونچا ہونا چاہیئے۔

قومی پرچم سرنگوں کرنا

قومی اور ملی صدمات اور سانحات کے مواقع پر اظہار غم کرنے کے لئے قومی پرچم سرنگوں کیا جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ حکومت کرتی ہے۔ عوام یا عوام کے کسی عام ادارے یا کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی صدمے پر قومی پرچم سرنگوں کر دے۔ دو دو تین تین دن بھی قومی جھنڈا سرنگوں رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہماری حکومت پاکستان نے شاہ فیصل والیٔ عراق کے قتل پر تین دن قومی پرچم سرنگوں رکھا تھا!

پرچم سرنگوں کرنے کا طریقہ

پہلے قومی پرچم کو پوری بلندی تک لہرایا جاتا ہے۔ جب انتہائی بلندی تک پہنچ جاتا ہے تو پھر کپڑے کی چوڑائی (عرض) کے برابر اسے نیچے لا کر باندھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر قومی پرچم کا عرض تین فٹ ہو تو سرنگوں کرتے وقت اُسے انتہائی بلندی سے تین فٹ نیچے اُتار لیا جائے گا۔ غروب آفتاب کے وقت قومی پرچم کو اسی بلندی سے نیچے اُتار لیا جاتا ہے۔

زندہ قوموں کے افراد ہمیشہ اپنے قومی اور ملی شعائر کا احترام کیا کرتے ہیں۔ اخبارات میں کبھی کبھی ایسی شکایات بھی آجاتی ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قومی پرچم کے احترام کا شعور ابھی عام نہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ جس طرح دینی شعائر کا احترام ان کا طرۂ امتیاز ہے اسی طرح قومی پرچم کے متعلق بھی ان کے دل و دماغ حب الوطنی کے جذبے سے پوری طرح سرشار ہوں!!

مضمون نگار اصحاب سے گزارش ہے

کہ وہ اپنے علمی، تربیتی اور تبلیغی مضامین ادارہ خالد کو بھجوائیں۔ ادارہ شکریہ کے ساتھ شائع کرے گا!

مکرم محترم روشن دین صاحب تنویر
بی اے ایل ایل بی

حکومتِ الٰہیہ

تیرا ہنر کجا۔ کجا حکومتِ الٰہیہ
ہے خاص صنعِ کبریا حکومتِ الٰہیہ

نہیں تعلقِ خدا تو غلبۂ خدا ہے کیا؟
کہ ہے تعلقِ خدا حکومتِ الٰہیہ

ہَوا نہیں ہوس نہیں دغا نہیں جفا نہیں
نہیں فریبِ ماسوا حکومتِ الٰہیہ

نہیں زمیں کی لیڈری نہ چرچلی نہ ہٹلری
ہے مہدویّتِ سما حکومتِ الٰہیہ

نہیں ہے اسمیں ما و مَن نہ جسم و تن نہ مکر و فن
ہے صاف چشمۂ ہدے حکومتِ الٰہیہ

خدا کا جو رسول تھا خدا کو جو قبول تھا
وہ مرد کر گیا بپا حکومتِ الٰہیہ

ہے نشأۃِ ثانیہ یہی اُٹھ اے جوانِ احمدی
تجھے ہوئی ہے پھر عطا حکومتِ الٰہیہ

از بی۔ اے آرچرڈ
برٹش گی آنا

تمباکو نشہ آور ہے

تمباکو کے مضر اثرات کے متعلق یہ مختصر نوٹ ہمارے ایک انگریز نومسلم بھائی بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے تحریر کردہ مضمون کا ترجمہ ہے۔ آرچرڈ صاحب اس وقت جزائر غرب الہند میں تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ قبول احمدیت سے پہلے یہ بھی عام انگریزوں کی طرح تمباکو کے خوب رسیا تھے۔ (ادارہ)

نشہ آور اشیاء زہر ہوتی ہیں۔ تمباکو میں ایک خطرناک زہر نکوٹین (NICOTINE) موجود ہے۔ تمباکو کے دھوئیں میں کچھ زہر ایسے ہیں جو تمباکو کے پتے میں نہیں ملتے۔ تمباکو میں انیس ۱۹ زہر ہوتے ہیں:۔

"یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمباکو کے دھوئیں میں کم از کم انیس زہر موجود ہیں جن میں سے ہر ایک ہلک اثرات کا حامل ہے۔ کوئی ایک مثلاً نکوٹین (NICOTINE)، پروسیک ایسڈ (PRUSSIC ASID)، کاربن مونو اکسائڈ (CARBON MONOXIDE) اور پائیریڈین (PYRIDINE) بہت کم مقدار میں ہلک ہیں اور تمباکو نوش ان کے زہریلے اثرات سے نہیں بچتا۔"

(برٹش میڈیکل جرنل)

تمباکو زندگی کو کم کرتا اور بہت سی بیماریوں کا سبب ہے۔ تمباکو کی عادت ان بدترین برائیوں میں سے ایک ہے جو دُور تک زمین میں پھیل گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"اگر کسی چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہے تو اس کی کم مقدار بھی منع ہے۔"

(ابوداؤد)

تمباکو لازمی طور پر نشہ پیدا کرتا ہے۔ اس کا زہر جسم کے ہر ایک خلیے (SELL) میں پہنچ جاتا ہے۔ تمباکو نوشی جسم اور روح دونوں کے لئے مضر ہے۔ ڈاکٹر آکسنر (DR. OCHSNER) جو پھیپھڑوں کے سرطان (LUNG CANSER) کا ماہر ہے نیز امریکن کینسر سوسائٹی (AMERICAN CANCER SOCIETY) اور امریکن کالج آف سرجنز (AMARICAN COLLEG OF SURGEONS) کا صدر بھی رہ چکا ہے اس نے لکھا ہے:۔

"میں نے پچیس صد سے زائد پھیپھڑوں کے کینسر کے مریض دیکھے ہیں ...... یہ مرض روکی جا سکتی ہے اور طبعی طور پر

نہیں پھیلتی (بلکہ) یہ بیماری تمباکو نوشی سے پیدا ہوتی ہے۔"

"تجربات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تمباکو پینے والوں میں بہ نسبت تمباکو نہ پینے والوں کے CORONARY HEART DISEASE کی وجہ سے شرح اموات ایک سو پندرہ فیصد (۱۱۵%) زیادہ ہوتی ہے۔"

کم یا زیادہ مقدار میں تمباکو پینا ایسا ہی نقصان دہ ہے جیسا کہ کم یا زیادہ الکحل (ALCOHOL) پینا۔ تمباکو چبانا بھی کم خطرناک نہیں ہے۔ کیونکہ تمباکو کے زہر منہ کے گلینڈز (GLANDS) میں جذب ہو جاتے ہیں۔ نیز تھوک (SALIVA) میں شامل ہو کر معدہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر تمباکو چبانے والوں کے دانت سیاہ ہو جاتے ہیں۔

تمباکو انسان کا آقا بن جاتا ہے حالانکہ انسان کو خود اپنا آقا ہونا چاہیئے۔ تمباکو انسان کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ) امام جماعت احمدیہ نے عین مناسب طور پر تمباکو کا استعمال منع فرمایا ہے کیونکہ یہ جسم اور روح ہر دو کی ترقی پر بُرے اثرات ڈالتا ہے۔ احمدی مسلمانوں کو خاص طور پر تمباکو پینے یا کسی بھی طور پر تمباکو سے تعلق رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ دنیا کو صراطِ مستقیم دکھلانے کا اہم کام انہی کے سپرد ہے +

مکرم فیض احمد صاحب اسلم

سُوئے منزل چلے قافلے دوستو!

ہنس کے جب بھی کبھی تم ملے دوستو
ہم نے تم سے کئے کب گِلے دوستو

بڑھ کے خود منزلوں نے پکارا تمہیں
تم نہ اپنی جگہ سے ہلے دوستو

آ بھی جاؤ کہ وقتِ سفر ہے یہی
سُوئے منزل چلے قافلے دوستو

مل گئی ہم کو محمود ایدہ اللہ کی راہبری
مختصر ہو چلے فاصلے دوستو

ہم ہیں کچھ اس طرح عرصۂ دہر میں
پھول صحرا میں جیسے کھلے دوستو

کوئی نالہ نہیں ہے تو آنسو سہی
کیا ہوا ہونٹ گر ہیں سِلے دوستو

لے ہی آئیں گے راہ پر تمہیں فیض سے
یہ ملاقات کے سلسلے دوستو

مجالس خدام الاحمدیہ کے صفحات

مشرقی پاکستان کا ہلاکت خیز طوفان اور خدام الاحمدیہ چٹاگانگ کی قابلِ قدر مساعی

(مکرم مصلح الدین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ چٹاگانگ)

۲۸ مئی کو اہلِ چٹاگانگ نے جو قیامت خیز طوفان دیکھا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ طوفان گزشتہ طوفان سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر تھا اور جانی اور مالی نقصان گزشتہ طوفان سے بہت زیادہ ہوا۔ اس طوفان سے ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے، سینکڑوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ غرضیکہ چاروں طرف غم و الم کی صف بچھ گئی۔ ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ انسانیت ان دردناک واقعات پر نوحہ خواں تھی۔ انسانی لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ متاثرہ آبادیاں ویران ہو گئی تھیں ——

جہاں ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں کے کئی پہلو پورے ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ وہاں ہم مخلوقِ خدا کی اس بے بسی اور لاچارگی پر خون کے آنسو بھی رو رہے تھے۔ ان حالات میں ہمارا اوّلین فرض تھا کہ اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ خدمتِ خلق کا کام بھی کیا جائے جو اسلام و احمدیت کی عین تعلیم ہے چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ چٹاگانگ نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ریلیف کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے ہم نے اس کام کا آغاز خانۂ خدا سے شروع کیا۔ ہماری مسجد جس کی چھت ٹین کی بنی ہوئی تھی اس طوفان سے بالکل اُڑ گئی تھی موسم برسات کے زمانے میں چھت کی فوری مرمت کے بغیر وہاں نماز کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے چند نوجوانوں نے دو دن لگاتار محنت و کاوش کے بعد مسجد کی چھت مرمت کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد اس قابل ہو گئی کہ پنجگانہ نماز کے علاوہ جمعہ کی نماز بھی ادا ہو سکے۔

اس کے بعد ہم نے ایک احمدی دوست سے ایک گاڑی حاصل کی اور چند نوجوانوں کو طوفان زدہ علاقہ میں بھجوا دیا گیا۔ یہ خدام مختلف دیہات میں جاتے رہے اور وہاں لوگوں کو ٹیکے لگاتے رہے اور ادویات تقسیم کرتے رہے۔ اس پارٹی میں میڈیکل کالج کے چند طلباء بھی شامل تھے۔ یہ ریلیف پارٹی تقریباً دس بارہ روز تک بہت جانفشانی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیتی رہی۔

پھر خدام کو ایک اور پارٹی کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان لوگوں کے ساتھ مل کر ہمارے خدام نے مختلف دیہات میں کئی من گیہوں، چاول، دودھ اور کپڑے وغیرہ تقسیم کئے۔ یہ تمام کام نہایت نامساعد حالات میں ہوتا رہا۔ ان دنوں کئی دن تک لگاتار موسلا دھار بارش بھی ہو رہی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے خدام نے اس بارش اور طوفان کا مسکراتے ہوئے

مقابلہ کیا اور ریلیف کے کام کو جاری رکھا۔ اس عرصہ میں جناب مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان اور جنرل قائد مکرم احمد توفیق صاحب بھی چٹاگانگ آئے اور ریلیف کے کام کے سلسلہ میں ضروری ہدایات دے گئے۔ ڈھاکہ اور برہمن بڑیہ کی جماعتوں سے نئے و پرانے کپڑے جمع کر کے مصیبت زدگان میں تقسیم کئے۔

وہ علاقہ جہاں ہم لوگ ریلیف کا کام کر رہے تھے بعد میں مزید سیلاب کا شکار ہو گیا جس کی وجہ سے کام کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا لہذا ہم لوگوں نے مقامی پریذیڈنٹ کے مشورہ سے ایک اور علاقہ کو کام کے لئے منتخب کیا اور تقریباً دو ہفتہ تک ہمارے خدام اس علاقے میں ریلیف کا کام کرتے رہے۔

ہمارے کاموں کی رپورٹ یہاں مقامی بنگالی اور انگریزی اخباروں میں مختلف تاریخوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ خدام کی بے لوث مساعی کا خوب چرچا ہوا ہے۔ بالخصوص جس دوسرے علاقہ میں ہم نے بعد میں کام کیا وہاں اور کوئی جماعت کام کرنے کے لئے نہیں پہنچی تھی۔ اس لئے اس علاقہ کے لوگ ہمارے بے حد مشکور ہوئے۔ اس علاقہ میں ہم نے پارچات اور ادویات کی تقسیم کے علاوہ متعدد غریب لوگوں کے منہدم شدہ گھروں کو بھی بنوا دیا تھا۔ افسوس فنڈز کی کمی کی وجہ سے اس کام کو جاری نہ رکھا جا سکا۔ محترم مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان نے وقفِ جدید کے چار معلمین کو بھی ریلیف کے کام کے لئے چٹاگانگ بھجوا دیا ان لوگوں کو دوسری جگہ کام پر لگا دیا گیا تھا اور انہوں نے بہت محنت سے اس جگہ کام کیا۔ قریباً ایک ماہ تک ہمارا ریلیف کام جاری رہا۔ اس کام میں مندرجہ ذیل خدام اور ممبرانِ جماعت کی خدمات قابلِ تعریف ہیں:۔

(۱) ڈاکٹر محمد شفیق صاحب سہگل (۲) مکرم غلام احمد صاحب نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ (۳) مکرم نظام الدین صاحب (۴) مکرم محمد افضل صاحب طالب علم (۵) مکرم ضیاء الحق صاحب طالب علم (۶) مکرم صلاح الدین ایوبی صاحب (۷) مکرم جلال الدین صاحب (۸) مکرم محمد یوسف صاحب سٹینوگرافر ریلوے بلڈنگ (۹) مکرم فضل احمد صاحب (۱۰) مکرم سعید الحق صاحب (۱۱) مکرم مصلح الدین صاحب سعدی (۱۲) مولوی اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ (۱۳) مکرم لطف الحق صاحب۔

آخر میں ان تمام خدام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں کسی نہ کسی طور پر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ نیز قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مشرقی پاکستان کو ان ہلاکت خیز طوفانوں کی دستبرد سے محفوظ کرے اور لوگوں کو صحیح راہ پر چلنے اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دے۔

مجالس خدام الاحمدیہ کے تربیتی اجتماعات

امسال مئی میں مرکزی تربیتی کلاس منعقد ہوئی جس کا خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ اور اب جابجا کثرت سے علاقائی، ضلعی یا مقامی سطح پر ایسی کلاسوں کا انعقاد عمل میں لایا جا رہا ہے اور ان کے نہایت خوشکن نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ مجلس مرکزیہ کی طرف سے پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر مقام پر منعقد ہونے والی کلاس میں مرکز کی نمائندگی ضرور ہو جائے۔ بیشتر مقامات پر محترم صدر مجلس، اور نائب صدر صاحب خود جا کر شامل ہو چکے ہیں یا شرکت کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح بعض دیگر مرکزی مہتممین بھی شرکت کے لئے تیار ہو رہے ہیں

اسوقت تک کراچی، شیخوپورہ، راولپنڈی اور جہلم میں کامیاب تربیتی کلاسوں کے انعقاد کی اطلاع آچکی ہے۔ لاہور، جھنگ، ایبٹ آباد، مردان اور پشاور میں ان کے اجراء کیلئے تیاریاں مکمل ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ چند دنوں تک ان مقامات میں بھی یہ کلاسیں شروع ہو جائیں گی اور اگر متعلقہ منتظمین انکی مختصر مگر جامع رپورٹیں جلد مرکز کو ارسال کر دیں تو آئندہ شمارہ میں ان کا ذکر آ جائیگا۔ مجلس کراچی اور راولپنڈی کی کلاسوں کے اہم کوائف ذیل میں درج ہیں۔

کراچی مجلس کراچی کی تربیتی کلاس احمدیہ ہال میگزین لین میں مورخہ ۲۱ تا ۳۰ جون جاری رہی۔ اس کلاس میں خدام کی روزانہ اوسط حاضری ۱۲۰ کے قریب رہی۔ مقررہ نصاب سے متعلق روزانہ اسباق کے علاوہ علماء اور دیگر اصحاب کی کل ۱۸ تقاریر مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر ہوئیں۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس موقعہ پر اپنا ایک خاص پیغام بھی ارسال فرمایا۔ جو خدام کسی مجبوری کے باعث کلاس میں باقاعدگی سے شرکت نہ کر سکے ان کی سہولت کیلئے تمام تقاریر اور اسباق کا خلاصہ سائیکلو سٹائل کر کے تقسیم کر دیا گیا۔ کلاس کے اختتام پر خدام کا امتحان لیا گیا۔ پاس ہونے والے خدام کی تعداد معقول اور حوصلہ افزا رہی۔ عبدالشکور اسلم صاحب ناظم تعلیم نے کلاس کو کامیاب بنانے میں خاص جدوجہد کی۔

راولپنڈی راولپنڈی میں ضلع کی مجالس کی ہفت روزہ کلاس کا افتتاح ۷ جولائی کو مسجد نور مری روڈ میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے فرمایا۔ روزانہ پروگرام کے تین دور ہوتے تھے۔ صبح ۸ بجے سے ۱۱½ بجے تک۔ بعد دوپہر تا ۷½ بجے شام اور بعد نماز مغرب تا عشاء۔ اس کلاس کا ایک خاص فیچر خدمت خلق اور اصلاح و ارشاد کی عملی ٹریننگ تھا۔ خدام کے دو دو روزانہ شہر کے مختلف حصوں میں جا کر یہ کام بخوبی سر انجام دیتے رہے۔ مختلف اوقات میں خدام کی حاضری ۴ سے ۲۵ آتک رہی۔ اور ۴۱ سے ۴۷ عدد اطفال بھی شامل ہوتے رہے۔ دیگر احباب بھی شام کے پروگرام میں معقول تعداد میں آتے رہے۔ اختتامی اجلاس سے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مرکزیہ نے خطاب کیا اور اسناد و انعامات تقسیم فرمائے۔ شبینہ اجلاس میں صدر مجلس اور نائب صدر کے علاوہ چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت راولپنڈی اور مولوی دین محمد صاحب شاہد کی تقاریر ہوئیں۔ مقامی خدام کے علاوہ گوجرخان، واہ، چنگا بنگیال، کھاریاں، جہلم، ایبٹ آباد، ربوہ، لاہور، لودھراں

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا تفریحی ٹرپ

صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور خدام و اطفال شہر کے مختلف حلقہ جات سے جوق در جوق احمدیہ ہال کی جانب چلے آ رہے تھے۔ پروگرام کے مطابق اتوار مورخہ ۱۶ رجون کو ہاکس بے Hawks Bay کے مقام پر مجلس ایک تفریحی ٹرپ منانے والی تھی۔ بسیں آچکی تھیں اور خدام و اطفال بڑے اطمینان سے سوار ہو رہے تھے۔ خوش قسمتی سے موسم بھی بہت خوشگوار تھا۔ مطلع ابر آلود تھا۔ ایسا موسم اور پھر تفریحی ٹرپ یقیناً لطف دوبالا ہو گیا۔

ساڑھے آٹھ بجے بسیں قافلے سے لدی ہوئی ہاکس بے کی جانب روانہ ہو گئیں۔ ساڑھے نو بجے یہ قافلہ ساحل سمندر پر جا اُترا۔ اس قافلہ میں ۸۴ خدام، ۸۴ اطفال، ۱۱ انصار اور ۲ مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ شامل تھے۔ آدھ گھنٹہ سامان کی درستگی میں گزرا۔ خدام کے لئے پانی، برف، چائے کیلئے ضروری اشیاء اور فروٹ ایک جیپ کے ذریعہ لایا گیا۔ دس بجے سے اصل پروگرام کا آغاز ہوا۔ پہلا نصف گھنٹہ ہدایات دینے میں صرف ہوا۔ مکرم قائد صاحب نے خدام و اطفال سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ تنظیم کو برقرار رکھیں اور جو خدام ڈیوٹی پر ہوں انکی اطاعت کریں اور لغویات سے پرہیز کریں کیونکہ مومن کی یہ تعریف ہے کہ وہ ہر حال میں لغویات سے پرہیز کرتا ہے۔

ساڑھے دس سے ساڑھے گیارہ بجے تک کبڈی ہوئی۔ اطفال کی کبڈی کا الگ انتظام تھا اور خدام کیلئے الگ۔ کچھ خدام و اطفال حصہ لینے والے تھے اور باقی انکے کرتب دیکھنے والے۔ ساڑھے گیارہ سے ایک بجے تک تیراکی اور نہانے کا پروگرام تھا جسمیں ہر ایک نے حصہ لیا۔ اس موقع پر مختلف خدام کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔ ان میں سے بعض بچوں کی نگرانی کر رہے تھے اور بعض خدام کو زیادہ آگے نہ جانے کی ہدایات کر رہے تھے۔ ایک بجے یہ پروگرام ختم ہوا اور تمام خدام و اطفال پانی سے باہر نکل آئے۔ ایک بجے سے اڑھائی بجے تک کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کا وقفہ تھا۔ مجلس نے ایک ہٹ (Hut) کا انتظام کر رکھا تھا جو کافی کشادہ تھی۔ خدام و اطفال دوپہر کا کھانا اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے۔ مجلس کی طرف سے سب کو فروٹ مہیا کیا گیا۔

ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ اڑھائی بجے سے سوا تین بجے تک لطیفے سنانے کا پروگرام تھا۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی بھی اس موقع پر موجود تھے چنانچہ ان سے درخواست کی گئی کہ وہ پہلا لطیفہ خود سنا کر اس پروگرام کا آغاز کریں۔ سوا تین سے چار بجے تک بیت بازی ہوئی۔ تمام خدام کو دو پارٹیوں میں منقسم کر دیا گیا۔ ایک پارٹی کے لیڈر مکرم امیر صاحب اور دوسری کے مکرم عبدالباسط صاحب شاہد مقرر ہوئے۔ عین چار بجے یہ پروگرام ختم ہوا۔ چار سے ساڑھے چار تک چائے کا وقفہ تھا۔ ساڑھے چار سے پانچ بجے تک کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات ہوئے۔ پانچ سے ساڑھے پانچ بجے تک مکرم برکت اللہ صاحب محمود نے تلقین عمل پر خطاب کیا۔ ساڑھے پانچ سے چھ بجے تک واپسی کیلئے تیاری کا وقت مقرر تھا۔ پونے چھ بجے بسیں خدام کو واپس لینے کیلئے ہاکس بے پہنچ گئیں اور ٹھیک چھ بجے یہ قافلہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ ٹرپ نہایت کامیاب رہا اور خدام و اطفال نے تنظیم کا نہایت اعلیٰ مظاہرہ کیا۔ خدام کی یہ خواہش تھی کہ ایسے ٹرپ بار بار منائے جائیں۔ (ناصر احمد ناظم صحت جسمانی مجلس کراچی)

مجلس لائل پور کا ایک تفریحی پکنک

۲۱ جون (طویل ترین دن) کو مجلس لائلپور کے خدام و اطفال شہر سے دس میل دور نہر کے کنارے پکنک منانے گئے اس پکنک منانے کا صرف دو روز قبل فیصلہ ہوا اور زعماء کے ذریعہ تمام خدام تک اس کی اطلاع پہنچائی گئی۔ ساٹھ خدام کی طرف سے شرکت کی اطلاع موصول ہوئی لیکن اسّی خدام و اطفال نے اس میں شرکت کی۔ یہ پروگرام بڑا دلچسپ اور کامیاب رہا۔

خدام دو گروپوں میں مقررہ مقام پر پہنچے۔ ایک گروپ زیر قیادت مکرم رانا منظور احمد صاحب قائد علاقہ احمدیہ مسجد فضل سے بذریعہ بس اور دوسرا بذریعہ سائیکل زیر قیادت مکرم ایم ناصر احمد صاحب نہر کے کنارے کنارے وہاں تک پہنچا۔

خدام و اطفال میں پہلے علیحدہ علیحدہ کبڈی کے میچ منعقد ہوئے اس کے بعد سب نہاتے رہے اور نہر میں فٹ بال کھیلتے کھیلتے تھک گئے۔ چونکہ خدام صبح ۷ بجے سے نہر پر آئے تھے اور اسقدر کھیل کود کے بعد بھوک کی شدت اسقدر بڑھ گئی کہ مزید انتظار ناقابل برداشت ہو گیا لیکن ناظم عمومی جو کہ کھانا اور پھل لانے کے ذمہ دار تھے انکی کہیں جھلک بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ٹھیک بارہ بجے دوپہر پل پر "ٹرالی" نظر آئی سب فرط مسرت سے اچھلتے ہوئے ٹرالی کی طرف یوں لپکے کہ راستہ بھی رک گیا۔ کھانا پل سے لیکر مقام پکنک تک ٹرالی میں جلوس کی صورت میں لایا گیا اور گرم دیگیں اور فروٹ کے یخ بستہ ٹب نکالے گئے۔

تمام خدام اس وقت دریوں پر تنظیم کے ساتھ بیٹھ گئے اور منتظمین نے پہلے پلاؤ تقسیم کرنا شروع کیا۔ واقعی پلاؤ اسقدر لذیذ تھا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انگلیاں چاٹنے کو بھی جی چاہ رہا تھا۔ ابھی بمشکل چاول ختم ہونے کو تھے کہ قورمہ اور چپاتیاں بھی سامنے آ گئیں اس سے بھی دو دو ہاتھ کئے کہ شیشم کے درختوں کے جھنڈ میں سے مکرم شیخ گلزار احمد صاحب کی خوش الحانی سے اذان کی آواز نے سب کو چوکنا کر دیا۔ سب نے نہر سے وضو کیا، کپڑے تبدیل کئے اور نماز جمعہ کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسری اذان کے بعد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ نے خطبہ جمعہ دیا جس میں انہوں نے خدام کو تلقین کی کہ کھیل کود انسانی صحت کیلئے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کو اپنی صحت برقرار رکھنی فرض کی گئی ہے اور یہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ ایسے پروگرام مرتب کریں۔ ان میں مختلف کھیلوں اور نظم و ضبط قائم رکھنے کی مشقیں کریں۔ اگر آپ کی صحت برقرار رہیگی تو آپ بہتر طور پر خدمتِ دین بھی کر سکیں گے۔

نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر ایک ہلکا پھلکا مزاحیہ پروگرام تھا جس میں بعض حاضرین نے لطائف اور مشہور شخصیتوں کے اقوالِ زریں سنا کر حاضرینِ محفل کو کشتِ زعفران بنا دیا۔ اس کے بعد پل سے چھلانگ اور تیراکی کے مقابلے ہوئے جس میں مکرم میاں سعید احمد صاحب اپنے بھاری بھر کم جسم کی بدولت ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

شام پانچ بجے واپسی ہوئی اور اس تقریب کی سہانی یادوں سے محظوظ ہوتے ہوئے سب اپنے اپنے گھر لوٹے۔ (رشید احمد معتمد مجلس لائلپور)

خدام الاحمدیہ کا بائیسواں (۲۲) مرکزی سالانہ اجتماع

۲۵، ۲۶، ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء

جملہ مجالس اور خدام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارا آئندہ سالانہ اجتماع ۲۵۔۲۶۔۲۷۔ اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار مرکز ربوہ میں منعقد ہوگا۔ جملہ قائدین اور زعماء سے گذارش ہے کہ وہ اجتماع کے سلسلہ میں ابھی سے ضروری انتظامات شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اجتماع میں شرکت کے لئے تیار کریں۔ **اطفال** کا علیحدہ اجتماع بھی انہی تاریخوں میں ہو رہا ہے اسلئے انہیں بھی اس کے لئے تیار کرنا شروع کر دیں۔ ان اجتماعات کے پروگرام وغیرہ کے بارہ میں ضروری تفاصیل خالد کی آئندہ اشاعتوں میں درج کر دی جائیں گی۔ **شوریٰ** میں پیش ہونیوالی تجاویز ۱۵ ستمبر تک مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں۔ نیز اجتماع کے چندہ کی وصولی اجتماع سے قبل ہی مکمل کر لی جائے تا مرکز کو ضروری اخراجات کرنے میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اپنی کتاب "اتمام الحجۃ" میں فرماتے ہیں:۔

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے رُوحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے رُوحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہُوا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب **محمد مصطفٰے** صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو!"

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا